بعدہ لشکر ظفر پیکر سکندر خان کے استیصال کیواسطے دامن کوہ سوالک کی سمت روانہ ہوا اور رعب کے بعد سکندر خان کوہ سوالک کے درمیان سے بھاگا اور دہرام چند راجہ نگرکوٹ کا دربار مین حاضر ہوا عرش آشیانی نے اسکے حال پر نوازش فرمائی اور ملک موروثی مع جاگیر اُسے ارزانی فرمایا اور عرش آشیانی بارش کی کثرت سے جالندھر کیطرف رونق افزا ہوئے و ایکمدت وہان توقف کیا اور اُنہی دنون مین سلیمان میرزا بقصد تسخیر کابل بدخشان سے روانہ ہوا اور اُسکے پہونچتے ہی منعم خان کہ سردار کار دیدہ تھا حصاری ہوکر اُسنے علم مدافعت بلند کیا اور خاقان اکبر اس حال سے مطلع ہوئے اور محمد قلی برلاس اور خان اعظم شمس الدین محمد خان اتکہ اور خضر خان کو منعم خان کی اعانت کو بھیجا چنانچہ بعضے قلعہ مین در آئے اور اکثر باہر رہے اور چار مہینے کے عرصہ مین شب و روز بدخشانیون نے اطراف اُردو مین زحمت پہونچا کر عاجز اور تنگ کیا سلیمان میرزا نے منعم خان کو پیغام دیا کہ اگر تو خطبہ مین میرا نام داخل کرے تو مین یہان سے کوچ کر جاؤن منعم خان نے صلاح وقت دیکھکر اُسکے کہنے پر عمل کیا اور سلیمان میرزا بدخشان کیطرف متوجہ ہوا آخر انہی دنون مین ہیمو بقال وزیر محمد شاہ عدلی مع تیس ہزار سوار اور پیادے اور دو ہزار فیل جنگی کے کہ اکثر اُسمین مست تھے آگرہ کیطرف روانہ ہوا اسکندر خان اوزبک تاب مقاومت نہ لاکر دہلی کیطرف راہی ہوا اور شادیخان افغان کہ وہ عدلی کے امرائے معتمد سے تھا آب رہٹ کے کنارے آیا اور علی قلیخان سیستانی نے کہ اُسوقت خانزمانی کا خطاب پایا تھا باتفاق امرائے کہ مشتمل تھا قاسم خان و محمد امین دیوانہ و بابا سعید قبچاقی مع تین ہزار سوار عراقی اور خراسانی آب رہٹ سے عبور کرکے شادیخان افغان سے مقابلہ کیا اور وہ منہزم ہوا اور کچھ فوج اُسکی قتل ہوئی اور اکثر آب دریا کے عبور کے وقت غرق ہوئی جیسا کہ تین ہزار فوج سے دو سو یا تین سو سے زیادہ آدمی زندہ نہ رہے اور جب ہیمو بقال آگرہ پر متصرف ہوکر دہلی کیطرف متوجہ ہوا تردی بیگ خان نے ایلچیون کو اطراف مین بھیجکر امرا کو طلب کیا عبد اللہ خان اور لعل سلطان بدخشی و علی قلیخان اندرابی اور میرک خان کولابی وغیرہ بلا توقف دہلی مین آئے اور علی قلیخان سیستانی المخاطب بخانزمان کہ اُسکی کمکی ابتک دہلی مین نہ پہونچی تھی کہ تردی بیگ خان نے شتابی کرکے ہیمو بقال سے مقابلہ کیا اور ہیمو بقال کہ ایک کافر شجاع تھا تین چار ہزار سوار جرار انتخابی اور فیلان کوہ پیکر جنگی لیکر صف قلب سے جدا ہوا اور اول تردی بیگ خان پر کہ اپنے مقابل سے جنگ مین مشغول تھا حملہ آور ہوا چنانچہ اُسے معرکہ سے پسپا کرکے اور ون کیطرف متوجہ ہوا اور اُنھین بھی منہزم کرکے دہلی پر قابض ہوا تردی بیگ خان اور دیگر امرا سے ممکن تھا کہ علی قلیخان سیستانی المخاطب بخانزمان اور دوسرے امرا اور سردارون کو ساتھ لیکے متفق کرکے شکست کا تدارک کرتے یا یہ کہ دہلی کے اطراف مین پناہ لیکر بادشاہ سے کمک کے مستدعی ہوتے ان دونون امر مین سے ایک بھی نہ کیا نوشہرہ کیطرف روان ہوئے اور ولایت خالی چھوڑ کر دشمن کے سپرد کی علی قلیخان سیستانی نے میرٹھ مین یہ خبر سنی جو تنہا اُس حدود کے ضبط سے عہدہ برا نہو سکتا تھا آیا لاچار ہوکر وہ بھی نوشہرہ گیا عرش آشیانی جالندھر مین اس قصہ سے مطلع ہوئے جو پنجاب کے سوا اور تمام ممالک افغانون کے تصرف مین در آئے تھے دلگیر ہوئے چونکہ صغر سن کے باعث امور بادشاہی مین مشغول نہو سکتے تھے بیرم خان ترکمان کو خان بابا کا خطاب دیکر نوازش فرمائی اور یہ ارشاد کیا کہ ہمنے تمام مہمات ملکی اور مالی کو تیری طرف رجوع کیا جسمین صلاح دولت دیکھ عمل مین لا وہ کام میرے حکم پر موقوف نہ رکھ اور علاوہ اسکے اس بارہ مین آپنے ہمایون شاہ کی روح پر فتوح اور اپنے فرق مبارک کی قسم دیکر ظاہر کیا کہ تو لوگون کی دشمنی کا نہ اندیشہ کر اور یہ مصرع پڑھا مصرع دوست گر دوست بود ہر دو جہان دشمن باش ٭ اور اُسوقت جمیع امرا کو اکٹھا کرکے ایک انجمن ترتیب دی اور مشورہ کیا جو لشکر مخالف کو ایک لاکھ سوار سے زیادہ نشان دیتے ہین اور لشکر بادشاہ کا عدد بیس ہزار سے زیادہ نہین سب کابل کی روانگی پر مائل ہوئے لیکن

بیرم خان ترکمان نے جنگ مخالفین مین مستعد ہونا انسب دیکھا خاقان اکبر باوجود صغر سن کے اس مشورہ اور صلاح پر بھی مائل
اور راغب ہوا بے تامل خضر خواجہ خان کو کہ فرزند سلاطین مغل سے تھا اور بابر شاہ کی بیٹی مسماۃ گلبدن بیگم اُسکے عقد نکاح مین
تھی لاہور کا حاکم کرکے سکندر شاہ کے دفع کے واسطے تعین کیا اور خود بنفس نفیس ہیموی بقال کی تادیب اور تنبیہ کے واسطے
آمادہ ہوئے اور نوشہرہ مین امراے گریختہ نے ملازمت کی اور خانخانان نے تردی بیگ کو بسبب تقصیرات کے ایسے وقت مین
کہ بادشاہ شکار کو گئے تھے مکان مین بلایا اور بلا توقف اپنے حضور سراپردہ مین گردن ماری اور بادشاہ نے یہ خبر شکارگاہ مین سنی
جب معاودت کی بیرم خان نے معروض کیا کہ مین تحقیق جانتا تھا کہ آنحضرت باوجود گناہ کبیرہ کے کہ اس سے سرزد ہوا عنایت
ذاتی اور مراحم قلبی سے اُسکے قتل مین تامل فرماوینگے اور عفو ایسی تقصیر کا ایسے وقت مین کہ مخالف قریب پہونچا اور افغان
کے مانند ایک غنیم نے ممالک ہند پر غلبہ پایا مناسب نہ تھا ہر آئینہ مین نے حکم اقدس صریح اس باب مین حاصل نکرکے
جرأت اُسکے قتل مین کی عرش آشیانی نے زبان تحسین و آفرین مین کھولکر اُسکا عذر مسموع فرمایا اور ثقات سے سنا گیا کہ اگر
بیرم خان ترکمان تردی بیگ کو نہ قتل کرتا الوس چغتائی ضبط مین نہ آتا اور قصہ شیر شاہ کا پیش آتا اسکے بعد امراے مغل کہ
ہر ایک آپ کو کیقباد اور کیکاؤس جانتے تھے بیرم خان ترکمان سے حساب پاک مین ہوکر ہواے سرکشی سر سے باہر کیا
اور نفاق برطرف ہوا اور جو رایات ظفر آیات نوشہرہ سے دہلی مین روانہ ہوئے سکندر خان اوزبک اور عبد اللہ خان و علی قلیخان
اندرابی اور محمد خان جلایر بدخشی اور مجنون خان قاقشال اور دیگر امرا باشیلقی علی قلی خان سیستانی المخاطب بخانزمان
کہ امیر الامرا ہوا تھا برسم منقلائی روانہ ہوئے اور ایک جماعت بیرم خان کے نوکران خاصہ سے بھی مثل حسین قلی بیگ
اور محمد صادق خان پروانچی اور شاہ قلیخان محرم اور میر محمد قاسم خان نیشاپوری اور سید محمد بارہہ وغیرہم امراے منقلائی کے
ہمراہ ہوئے اُدھر ہیموی بقال نے جو آپ کو راجہ بکرماجیت مشہور کرکے کوس تکبر اور غرور کا بجاتا تھا شادی خان افغان اور امراے
افغان کو بھی ساتھ اپنے ملحق کرکے مع افواج کثیرہ کہ مور و ملخ کے مانند سے تھے عزم رزم مین استقبال کیا اور ایک جماعت سرداران
عمدہ افغانون کو مع توپخانہ عظیم افواج منقلائی بادشاہی کے مقابلہ کو پیشتر روانہ کیا اور وہ خود افواج مغل سے منہزم ہوکر بحال
ابتر پلٹ گئے اور توپخانہ بالکل برباد کیا ہیموی بقال جب پانی پت کے نواح مین پہونچا اور خبر لشکر چغتائی کے قریب تر
پہونچنے کی سنی فیلون کو کہ اعتماد تمام اُنپر رکھتا تھا سرداران بزرگ کو تقسیم کیے تاکہ اُنپر سوار ہوکر لوازم جنگ مین مشغول ہووین
اور علی قلیخان سیستانی المخاطب بخانزمان جمعہ کے دن علی الصباح کہ محرم کی دوسری تاریخ ۹۶۴ھ نو سو چونسٹھ ہجری تھی
آراستگی صفوف مین مصروف ہوکر مستعد قتال ہوا اور طرفین سے مردان مرد و طالبان نبرد اسپان تازی پر سوار ہوکر میدان
جانستان مین گھوڑون کو جولان کرنے لگے اور داد کشش کی دی اور مغلون نے کہ قتل تردی بیگ کو مشاہدہ کیا تھا
پاے ثبات زمین کین سے متزلزل نکرتے تھے بارے ہیموی بقال فیل ہوائی نام پر سوار ہوا اور تین چار ہزار سوار کارگزار
فوج قلب سے افواج پیش لشکر کو آن واحد مین برہم مارا اور بے توقف صفوف قلب پر کہ محل قرار علی قلیخان سیستانی تھے متوجہ ہوا
بہادران بیرم خانی کہ اس صف مین تھے شرائط شجاعت بجالائے آلات حرب کے استعمال مین کچھ تقصیر نکی اس درمیان مین ایک تیر
ہیموی بقال کی آنکھ مین لگا ہر چند کہ کاری نہ تھا افغانان بیدل نے جب خون اُسکے حدقہ چشم سے روان دیکھا راہ فرار لی
ہیموی بقال نے باوصف اس چشم زخم کے جرأت کو کام فرمایا یعنی تیر کو باہر کھینچکر آنکھ کو رومال سے باندھا اور تھوڑے
آدمی لیکے سراسیمہ حملہ کرتا تھا اُسوقت شاہ قلیخان محرم ہیموی بقال کے فیل کے قریب پہونچا اور اُسے معلوم نہ تھا کہ یہ ہیموی بقال کو کب

حملہ فیلبانون پر کیا فیلبانون نے اپنے حفظ کے واسطے ہیموی بقال کے حال سے خبر دی شاہ قلیخان بخت کی مساعدت سے
خوشحال ہوکر فیل اور فیلبانون کو مع ہیموی بقال معرکہ سے کنارے لاکر بادشاہ کی خدمت مین روانہ ہوا اور مغلون نے
افغانون کا پیچھا کیا اسقدر آدمی کہ محاسب وہم اُسکی تعداد سے عاجز ہے تیغ بیدریغ سے قتل کیے شاہ قلیخان جو ہیموی بقال
کو بادشاہ کے روبرو کہ دو تین کوس کے فاصلہ پر تھا لایا بیرم خان نے عرض کی کہ بادشاہ بقصد جہاد اگر ایک شمشیر اس کافر حربی کے
سر پر رسید کرین جہاد اکبر ہوگا آنحضرت شمشیر اُسکے فرق پر پہونچا کر غازی ہوے اُسوقت بیرم خان ترکمان نے اپنے ہاتھ سے
اُسے مقتول کیا اور سر اُسکا کابل مین اور لاش بے سر دہلی مین روانہ کی اور ڈیڑھ ہزار ہاتھی سے زیادہ لشکر ظفر پیکر کے ہاتھ آئے
بادشاہ منصور و مظفر ہوکر دہلی مین تشریف لائے ملا پیر محمد شروانی کو کہ بیرم خان ترکمان کا وکیل تھا میوات کی طرف بھیجا اُسنے
وہان جاتے ہی ہیموی بقال کی اہل و عیال کو دستگیر کیا اور خزانہ اُسکا دستیاب کرکے بہت افغانون کو کہ وہان تھے علف
تیغ خون آشام کیا درمیان اس حال کے لشکر قزلباش باتسلیقی سلطان حسین میرزا ابن بہرام میرزا ابن شاہ اسمعیل صفوی نے
ہمراہ رکاب شاہ طہماسپ صفوی کے حکم کے بموجب قندھار کے اطراف مین آنکر محاصرہ کیا بعد مساعی جمیلہ محمد شاہ قندھاری کے
تصرف سے جو نوکر بیرم خان ترکمان کا تھا برآوردہ کرکے قابض ہوئے اور خضر خواجہ خان بھی سکندر خان سے لڑکر لاہور بھاگا
عرش آشیانی بموجب اسکے کہ مصرع جہانگیری توقف برنتابد + سکندر شاہ کے دفع کے واسطے پنجاب کی طرف متوجہ ہوئے
سکندر شاہ کہ کلانور مین آیا تھا مقاومت کی قدرت اپنے مین نہ دیکھی قلعہ مالکوٹ کی طرف کہ سلیم شاہ نے گکھرانکے دفع کے
لیے پہاڑون کے درمیان ایک کوہ رفیع پر تیار کیا تھا جاکر متحصن ہوا بادشاہ نے وہان نزول فرماکر تین مہینے قیام کیا اور ان دنون
مین عرش آشیانی کی والدہ ماجدہ اور دیگر بیگمات اور اہل و عیال امرا اور سپاہیان کہ جسقدر کابل مین تھے ان امرا کے ہمراہ جو
منعم خان کی کمک کے واسطے گئے تھے پہونچے اور محمد حکیم میرزا حکم کے موافق مع والدہ اور ایک ہمشیرہ اعیانی اپنے کابل
مین رہا اس ملک کی حکومت اُسکے تعلق ہوئی اور منعم خان اُسکا اتالیق ہوا اور جب قلعہ مالکوٹ کے محاصرہ نے چھ مہینے کا عرصہ
کھینچا سکندر شاہ نے عاجز ہوکر استدعاے قدوم ایک امراے معتبر کے ذریعہ سے کی چنانچہ بعد صدور حکم خان اعظم شمس الدین محمد خان
اتکہ قلعہ مین گیا اور سکندر شاہ نے اس سے یہ بات کہی کہ مین جرائم کی کثرت سے بادشاہ کی ملازمت کی طاقت نہین رکھتا
لیکن اپنے فرزند شیخ عبدالرحمن کو درگاہ مین بھیجکر خود بنگالہ کی طرف جاکر بادشاہ کی اطاعت مین سرگرم رہونگا خان اعظم شمس الدین
خان اتکہ قلعہ سے واپس آیا اور سکندر شاہ کا پیغام بادشاہ سے معروض کیا وہ قبول و منظور ہوا اور شیخ عبدالرحمن رمضان کے مہینے
سنہ ۹۶۴ نوسو چونسٹھ ہجری مین حاضر حضور ہوا اور چند زنجیر فیل پیشکش کیے سکندر شاہ قلعہ سے برآمد ہوکر بنگالہ گیا عرش آشیانی نے
وہ قلعہ درمدرگاہ کے سپرد فرمایا اور عازم لاہور ہوئے اور اثناے راہ مین بیرم خان ترکمان کے مزاج مین انحراف جاگزین ہوا
چند روز سوار نہوا ایک دن بادشاہ نے دو فیل نامی مست کی لڑائی کا حکم دیا وہ لڑتے ہوے بیرم خان ترکمان کے خیمہ کے
قریب جا پہونچے اور شور و غل تماشائیون کا بلند ہوا بیرم خان کے دل مین یہ گمان گذرا کہ یہ امر بادشاہ کے اشارہ سے سرزد ہوا ہے پھر
بوساطت ماہم انکہ کے پیغام دیا کہ اس دولتخواہ کے منزل کے قریب فیلان مست کے چھوڑنے کا کیا سبب ہے اگر کوئی بات
میری طرف سے غیر واقع موقف عرض مین پہونچی ہو اور وہ موجب غبار دل صفا منزل ہوئی ہو تو اسکے اعلام سے مجھے ممنون
کرین ماہم انکہ نے جو کچھ بیان واقع تھا جواب دیا کہ فیلون کا آنا اس نواح مین اتفاقیہ ہے نہ کسی کی فرمائش سے اس صورت مین بھی
بیرم خان کی تسلی نہوئی یہانتک کہ لاہور مین آیا اور خان اعظم شمس الدین محمد خان اتکہ نے کہ بیرم خان اُس سے بدگمان تھا اُسکے

خیمہ مین جاکر قسم کھائی کہ خلا اور ملا مین ایسی بات کہ خاطر اقدس کے باعث کلفت ہو نہین کہی گئی عرش آشیانی شہر صفر کی
پندرھوین تاریخ ۹۶۵ھ ہجری مین عازم دہلی ہوے اور شکارکنان اور صید افگنان ماہ جمادی الثانی کی پچیسوین تاریخ کو منزل
مقصد پر پہونچے اور اثناے راہ مین یعنی موضع جالندر مین ازدواج سلیمہ سلطان بیگم دختر میرزا نورالدین محمد خواہرزادۂ
ہمایون بادشاہ کا اکبر شاہ کے حسب الارشاد بیرم خان کے ساتھ واقع ہوا اور اُس سال ملال امرا علی قلیخان سیستانی
المخاطب بخان زمان سے کہ امراے پنجہزاری سے تھا اور صوبہ شرقی کی حکومت رکھتا تھا امر ناشایستہ سرزد ہوا حضرت کے
خاطر دریا مقاطر کی رنجش کا سبب ہوا وہ یہ ہی کہ ایک لڑکا شاہم بیگ نام کہ احدیون کے زمرہ مین منتظم تھا اور قبل اسکے بسبب
حُسن صورت اور نیک سیرت اور تناسب اعضا ہمایون بادشاہ کا منظور نظر ہوا تھا علی قلیخان سیستانی المخاطب
خان زمان اُسے کسی تقریب سے اپنے پاس لیگیا اور برسم اجلاف اور اوباش ما وراء النہر کے تسلیم اور تواضع کہ سلاطین
کیواسطے مخصوص ہی نسبت اُسکے فعل مین لاتا تھا اور اس معنی نے شہرت پائی عرش آشیانی نے شاہم بیگ کے طلب مین حکم
نافذ فرمایا اور جو اہمال اُسکے بھیجنے مین ہوا ملا پیر محمد کی تحریر سے لشکر خان زمان کے سر پر مقرر ہوا اُسنے ہراسان ہوکر فرخ علی نام نوکر کو
کہ معتمد اُسکا تھا بھیجا تاکہ عذرخواہی اور معذرت کرے فرخ علی دہلی مین آیا اور ملا پیر محمد کے پاس کہ کوئی امر بے رضا اُسکی جاری
نہوتا تھا گیا اور ملا پیر محمد خان زمان کے مذہب شیعہ کے دعوی کرنے اور اصحاب اخیار پر تبرا کرنے سے نہایت آزردہ تھا
اور اُسکو بیرم خان ترکمان کے دوستون سے شمار کرتا تھا فرخ علی کو زدوکوب کے بعد اسقدر لاتین ماریں اور کوٹھے سے نیچے
گرادیا کہ مرغ روح اُسکا قفس تن سے پرواز کرگیا علی قلیخان صحبت غلیظہ دیکھکر سمجھا کہ دشمن کسی نہ کسی بہانہ سے شاہم بیگ
کو خراب کیا چاہتے ہین اسواسطے اُسنے شاہم بیگ کو رخصت دی شاہم بیگ ہر روز ایک منزل سے دوسری منزل مین
اور ہر شب ایک مقام سے دوسرے مقام مین بسر لیجاتا تھا یہانتک کہ پرگنہ سرور پور مین کہ جاگیر عبدالرحمن بیگ نام ایک
شخص کے تھی پہونچا اور علی قلیخان سیستانی کی ایک معشوقہ گائن تھی اور اُسکا نام آرام دل تھا کمال اتحاد سے شاہم بیگ
کے پاس ایک مجلس مین حاضر کرتا تھا اور تناسب مداخل کے سبب شاہم بیگ اور آرام دل کے درمیان ایک محبت پیدا
ہوئی علی قلیخان نے وہ گائن اُسکے حوالہ کی اور شاہم بیگ ایک مدت اُسکے ساتھ ہمبستر رہا عبدالرحمن بیگ کہ اُسکے مصاحبون
سے تھا وہ اُسوقت مین عبدالرحمن بیگ کے حقوق آشنائی منظور رکھکر لوازم ضیافت بجالایا چنانچہ ایکدن دونون شخص نے
ایک باغ مین بیٹھکر مجلس شراب آراستہ کی شاہم بیگ نے آرام دل کو کہ حاضر نتھی طلب کیا عبدالرحمن بیگ نے مضائقہ
کیا شاہم بیگ نے از بس ضعم تحکم سے عبدالرحمن بیگ کو پکڑ کر باندھا اور آرام دل کو سنگدلی سے کھینچ منگوایا اور جب مؤید بیگ
برادر عبدالرحمن بیگ اپنے بھائی کی گرفتاری اور ذلت وخواری سے آگاہ ہوا ایک جماعت مسلح ہمراہ لیکر باغ کے دروازہ پر
آیا اور آتش جنگ افروختہ کی اثناے جنگ مین ایک تیر شاہم بیگ کے ایسا کاری لگا کہ اُسکے صدمہ سے جانبر نہوا علی قلیخان
سیستانی اس سانحہ سے واقف ہوکر بقصد انتقام سرورپور کی طرف متوجہ ہوا اور چونکہ عبدالرحمن بیگ نے بھاگ کر
بادشاہ کے پاس پناہ لی تھی شاہم بیگ کا جنازہ ہمراہ لیکر جونپور کی طرف گیا اس درمیان مین مصاحب بیگ ولد خواجہ
کلان بیگ نظر باپ دادا کے سوابق حقوق پر کرکے بیرم خان ترکمان کے ساتھ کہ صاحب بیس ہزار سوار کا تھا حسب مرضی
سلوک نکرتا تھا اور باوجود نصیحت ہرگز متنبہ نہوتا تھا آخر کو دہلی مین حسب الحکم بیرم خان کے قتل ہوا اور امراے جغتائی مین
فساد عظیم برپا ہوا بادشاہ رنجیدہ ہوکر ماہ محرم ۹۷۰ھ نوسو ستر ہجری مین دریا کے راستہ سے آگرہ کی طرف متوجہ ہوے اور ابھی

بنا

تضیہ مصاحب بیگ کے قتل کا دلون سے محو ہوا تھا کہ بیرم خان ترکمان ملا پیر محمد کے غلبہ سے عاجز آیا اور اُسکے اخراج کے درپے ہوا کسواسطے کہ ملا پیر محمد ایک تو بادشاہ کا اُستاد اور دوسرے اُس سے قربت رکھتا تھا امرا اور ارکان دولت اکثر اوقات اُسکے مکان مین بار نپاتے تھے اس عرصہ مین ملا پیر محمد بیمار ہوے اور بیرم خان ترکمان انکی عیادت کو گیا غلام اور دربان اُسکے روبرو آئے اور یہ بات کہی کہ آپ ایک لحظہ یہان توقف فرمائیے کہ ہم آپکے آنیکی خبر سرکار مین بھیجکر اذن دخول حاصل کرین بیرم خان ترکمان نہایت آزردہ ہوا اور ملا پیر محمد اس حال سے آگاہ ہوکر باہر تشریف لائے اور معذرت کر کے بیرم خان کو دیوانخانہ مین لیگئے اور بعد اسکے بیرم خان کے ہمراہیون نے ایک نفر سے زیادہ اذن دخول نپایا اور یہ بحث اور تکرار کدورات سابقہ کی ضمیمہ ہوئی اور باوجود بیرم خان ترکمان نے بادشاہ کے بدون اذن ملا پیر محمد کو کہ قریب چالیس برس کا تھا قلعہ بیانہ مین محبوس کیا اور چند روز کے بعد گجرات کی طرف نکالدیا اور کشتی مین بٹھا کر مکہ معظمہ مین روانہ کیا اور حاجی محمد خان سیستانی کو بجاے ملا پیر محمد وکیل بنایا اور شیخ گدائی ولد شیخ جمالی دہلوی شاعر کو کہ بیرم خان شیر شاہ کے عہد مین گجرات مین پڑا تھا اور خدمات پسندیدہ بتیس بجا لائین تھا منصب صدارت اور امارت پر پہونچایا اور یہ بحث ملا پیر محمد کے جب زیادہ تر بادشاہ کے خاطر فیض مظاہر کے موجب کلفت ہوئی بیرم خان ترکمان مقام مدارک مین ہوکر تسخیر گوالیار کا تذکرہ درمیان مین لایا اور چند مدت اُسے مشغول رکھا اور چونکہ قلعہ گوالیار کو سلیم شاہ نے اپنا جاے نشست کیا تھا اور سہیل خان نام ایک غلام غلامان سلیم شاہ سے بحکم محمد شاہ عدلی اُسکے انتظام کے واسطے قیام رکھتا تھا بیرم خان کے ارادہ سے مطلع ہوا اور رام شاہ کو کہ راجہ مانسنگھ کی نسل سے تھا پیغام کیا کہ آپکے باپ اور دادا قدیم الایام سے اس قلعہ کے حاکم رہے ہین اور مین اس قلعہ کی ضبط سے ایسے بادشاہ عظیم الشان کے جوار مین عاجز ہون اس قلعہ کا عوض جو کچھ مناسب جانیے مجھے دیکر آپ قلعہ پر متصرف ہووین رام شاہ اس لطیفہ کو عنایات غیبی جانکر قلعہ کی طرف متوجہ ہوا اور اقبال خان جاگیردار اُسطرف کا بیرم خان ترکمان کے اشارہ سے سد راہ اُسکا ہوا اور بعد چند وافر اور قتال متکاثر کے رام شاہ کو ولایت راناکی طرف مفرور کیا اور قلعہ گوالیار کو مفتوح کیا اور سہیل خان غلام نے ایلچی بیرم خان ترکمان کے پاس بھیجکر اطاعت اظہار کی بیرم خان نے عرض اقدس مین پہونچا کر حاجی محمد خان کو اپنی طرف سے وہان بھیجا اور قلعہ پر متصرف ہوکر سہیل خان کو نہایت تشفی اور دلاسا دیکر درگاہ مین لاوے اور علی قلیخان سیستانی المخاطب خان زمان نے بھی کہ درپے رفع کدورت بادشاہ تھا اُس سال سرکار جونپور اور بنارس کو آب گنگ کے ساحل تک کہ بعد شکست نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کے افغانون کے تصرف مین تھے ضرب شمشیر سے ایکبارگی برآوردہ کر کے ممالک محروسہ مین داخل کیا اس سبب سے بادشاہ نے اُسکی نسبت مقام عنایت مین ہوکر دونون سردارون کو خلعت کمرشمشیر مرصع وغیرہ سے مخلع کر کے اقسام الطاف و نوازشات سے سرفراز و ممتاز فرمایا اور ماہ رجب سنہ مذکور مین شیخ محمد غوث بھائی شیخ بہلول کا کہ حق خدمت اُس خاندان والاشان پر رکھتا تھا اور افغانون کے غلبہ کے وقت گجرات مین گیا تھا اُسوقت مع فرزندون اور مریدون کے درگاہ مین آیا اور جب بیرم خان کو اپنی طرف متوجہ اور مہربان نپایا پھر گوالیار کی طرف کہ مسکن قدیم اُسکا تھا روانہ ہوا خاقان اکبر دوبارہ اس مقدمہ پر بیرم خان ترکمان سے نہایت آزردہ ہوے بیت بے سلطان معشوقان غیور است ٭ زتر کت ملک معشوقیش دور است ٭ اور بیرم خان نے بادشاہ کے مشغول ہونیکے واسطے بہادر خان یعنی علی خان سیستانی کے چھوٹے بھائی کو کہ امراے پنجہزاری سے تھا دیپالپور سے طلب کر کے مع لشکر بسیار مالوہ کی تسخیر کے واسطے کہ تصرف مین باز بہادر کے تھا تعین فرمایا اتفاقاً اُس عرصہ مین

بادشاہ نے شکار کا میل کر کے بیرم خان ترکمان کو سرانجام مہام کیواسطے آگرہ مین چھوڑا اور شکار کرتا ہوا جیب سکندر آباد عمال
دہلی مین بسعادت و برکت نازل ہوا ماہم انکہ اور ادہم خان کہ بیرم خان ترکمان کے دشمن تھے معرض اقدس مین معروض کیا کہ
حضرت کی والدہ ماجدہ دہلی مین تشریف رکھتی ہین اور آپکے دشمنون نے علالت بہم پہونچائی ہے اگر وہ جناب عیادت کو قدم رنجہ
فرماوین مریم مکانی کو موجب خوشحالی اور باعث فارغ البالی ہوگا اس سبب سے بادشاہ دہلی کی طرف سوار ہوئے شہاب الدین
احمد خان نیشاپوری کہ امراے پنجہزاری سے تھا اور ماہم انکہ کا خویش ہوتا تھا اور دہلی کی حکومت رکھتا تھا استقبال کیواسطے
حاضر ہوا اور پیشکش بہت نذر کی لیکن ایکدن ادہم خان کے اتفاق سے عرض کیا کہ بیرم خان ترکمان بادشاہ کی عنان عزیمت
اسطرف معطوف ہونے سے استدعا ہم بندگان خیر طلب کی تصور کر کے مصاحب بیگ کے مانند ہمین بھی تہ تیغ بیدریغ کریگا
اگر حضرت ہمین مکہ معظمہ اور اماکن شریفہ کی طرف رخصت فرماوین تو بیرم خان کے پنجہ ظلم سے نجات پاکر بقیہ ایام بقاے عمر و
دولت مین قیام کرین بادشاہ اگرچہ اس معروضہ سے نہایت متاثر ہوئے لیکن بیرم خان کے حقوق خدمات نمایان پر نظر کر کے
اُسکا ایکبارگی معزول کرنا مناسب ہمت والانہمت نجانا اپنے تئین ضبط کر کے بیرم خان کو تحریر فرمایا کہ ہمنے قصداً
مریم مکانی کی عیادت کے واسطے اسطرف کی عزیمت کی ہے شہاب الدین احمد خان اور ادہم خان انکہ ہماری تشریف آوری
مین کسیطرح کی مداخلت نہین رکھتے ہین پس اگر وہ بخط و مہر اپنے ایک استمالت نامہ اُنکے نام لکھ بھیجے موجب تسلی اس جماعت
کا ہوگا اور شہاب الدین احمد خان نے جب اسقدر قدرت عرض مطلب کی پائی مجلس اقدس مین آواز بلند وہ باتین کہ ظاہر
کرنے والی بیرم خان کی مخالفت اور عصیان کی تھین آغاز کر کے ایکبارگی خاطر اشرف کو منحرف کیا **بیت** ہرچند باغیار
نہایت نظرے ہست + گوئیم بدلیشان کہ سخن را اثرے ہست + بیرم خان ترکمان بادشاہ کے نوشتہ سے سراسیمہ ہوا اور
ایک عرضداشت اس مضمون کی کہ مانتا نسبت ایسی جماعت سے لوازم بندگی اور خدمات نمایان سے اس درگاہ مین قائم کرین
ہوا ان خیرخواہ کے دلمین نسبت اُنکے برائی اور شر نہوگا تحریر کر کے حاجی محمد خان سیستانی اور ترسون بیگ کی صحابت سے
دہلی مین بھیجا لیکن جو کام دست اختیار سے نکل گیا تھا کسی نے گوش ارادت اُن باتون پر نرکھا دونون مقید اور محبوس ہوئے
اور یہ خبر مشہور ہوئی امرا اور منصبدارون نے بیرم خان سے جدا ہو کر دہلی کا راستہ لیا اور شاہ ابوالمعالی نے کہ لاہور مین حبس
سے بھاگ کر کمال خان گکھر کے پاس گیا تھا کمال خان کو کشمیر کے تسخیر کی تحریک کی اور جب کمال خان اُسکے کہنے سے کشمیر کیطرف
گیا جنگ سخت کے بعد شکست پائی اُسکو اپنے پاس سے جدا کیا اور شاہ ابوالمعالی نے دیپالپور مین جا کر بہادر خان کی
نسبت ارادہ غدر کا کیا بہادر خان سیستانی نے اُسکو گرفتار کر کے سندھ کیطرف نکالدیا شاہ ابوالمعالی اس نواح سے گجرات
مین آیا اور وہان ایک خون کر کے علی قلیخان سیستانی المخاطب بخان زمان کے پاس جونپور گیا علی قلیخان نے اُسکو بیرم خان ترکمان
کے اشارہ کے موافق کہ اُسوقت بادشاہ دہلی مین تھے آگرہ کیطرف بھیجا بیرم خان نے اُسے قلعہ بیانہ مین قید کیا اور جب بادشاہ
کی رنجش حد سے افزون دیکھی پہلے اس فکر مین ہوا کہ مالوہ مین جا کر اُس حدود کو مسخر کر کے علم استقلال بلند کرے اس نیت سے آگرہ
سے بیانہ گیا اور جو بہادر خان اور دوسرے سردار کہ مالوہ کی طرف روانہ ہوئے تھے اُنکو اپنے پاس طلب کیا اور بہت سے امرا
کہ اعتماد کامل آپ پر رکھتے تھے اُس سے جدا ہو کر دہلی گئے اور بیرم خان ترکمان بدبختی کا خار اپنے بخت کے پاؤن مین خلیدہ دیکھکر مالوہ
کے جانے سے پشیمان ہوا اور شاہ ابوالمعالی کو قید سے رہا کر کے چاہا کہ جونپور مین جا کر علی قلیخان سیستانی المخاطب بخان زمان کے تعلق
سے کہ دست گرفتہ اُسکا تھا افغانان بنگالہ کو زیر کر کے اس حدود پر متصرف ہووے لیکن اُسکے بعد کہ چند منزل اسطرف روانہ ہوا تھا

اُس عزم سے شرمندہ ہوکر بعزیمت حج ناگور کا راستہ لیا اور ایک جماعت امرا کو مثل بہادر خان اور اقبال خان وغیرہ کے کہ اُس ساعت تک اُس سے جدا نہوئے تھے درگاہ کیطرف رخصت کیا اور جب ناگور کے اطراف میں پہونچا بعضے مفسدونکے اغوا سے مکہ معظمہ کی عزیمت فسخ کرکے خیل و حشم کے فراہمی میں ہمہ تن آمادہ ہوا کہ پنجاب تک جا کر اُس حدود میں حیات مستعار بسر کیجاوے بادشاہ نے اس معنی کو سمجھکر میر عبداللطیف قزوینی کو کہ بعد ملا پیر محمد کے بادشاہ کا معلم ہوا تھا بیرم خان ترکمان کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ اسوقت تک ہمکو خاطر اشرف سیر و شکار کے نشاط میں مصروف اور رضائے ہمایون اس امر کی مقتضی تھی کہ وہ جان بابا مہمات بادشاہی کا متکفل ہووے اب داعیہ یہ ہے کہ مہمات خلائق میں خود بنفس نفیس مشغول ہون اسلیے وہ دنیا و دامن اشتغال دنیوی سے جدا کرکے حج کا عازم ہووے اور آیندہ ہوا و ہوس کے گرد نہ پھرے بیرم خان نے بموجب اس بیت کے

بیت سر نیاز بباید نہاد و گردن طوع ❊ کہ ہرچہ حاکم عادل کند ہمہ داد است ❊

اظہار اطاعت و فرمان برداری کرکے علم اور نقارہ اور ہاتھی اور تمام سامان بادشاہی کو حسین قلی بیگ ذوی القدر کی مصاحبت سے درگاہ میں روانہ کیا اور خود دوبارہ ناگور کی طرف متوجہ ہوا کہ گجرات کے راستہ سے حرمین شریفین میں جاوے اور حسن بیگ ذوالقدر اور اسمعیل خان کہ بیرم خان سے خویشی کی نسبت رکھتے تھے اور شاہ قلیخان محرم اور حسین خان ٹکلو اور شیخ گدائی اور خواجہ مظفر علی تربتی کہ میر دیوان اسکا تھا اور وہ لوگ کہ انھیں سے معتبر تھے اسکے ہمراہ گئے اور باقی کہ تربیت کردہ اسکے تھے اور سالہاے دراز اسکی صحبت میں بسر لیجا کر آپکو یاران وفادار سے شمار کرتے تھے گاہ بیگاہ فوج فوج جدا ہوکر بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سب رشتہ جو کچھ اسکے اردو میں پائے اسپر متصرف ہوئے اور شاہ ابوالمعالی جو انھیں میں سے تھا آخر کو وہ بھی سواری کیوقت بادشاہ کی کورنش کو آیا اور گھوڑے پر سوار تسلیم کیواسطے سر جھکایا پر ادا بادشاہ کے مزاج کے موافق نہ آئی مقید ہوا بیرم خان ترکمان اسباب بادشاہی ارسال کرکے ناگور سے چڑھکر بیکانیر گیا اور چند روز وہان توقف رہا اور مکہ معظمہ کی روانگی سے پشیمان ہوا اور پھر ناگور میں آیا بادشاہ یہ خبر سنکر دہلی سے پرگنہ جھجر کیطرف سوار ہوئے اسوقت ملا پیر محمد نے بیرم خان ترکمان کا احوال اختلال سنکر آپکو دربار میں پہونچایا اور خطاب پیر محمد خان اور طوق و علم اور نقارہ پاکر مع لشکر بیشمار بیرم خان کے سر پر تعین ہوا اور رایات اجلال دہلی کیطرف معاودت کیے اور فرمان منعم خان کی طلب میں کابل کیطرف روانہ ہوا بیرم خان ملا پیر محمد المخاطب بہ پیر محمد خان کے تعین ہونے سے نہایت آزردہ اور غمگین ہوا اور اسکی مخالفت میں اصرار کرکے پنجاب کیطرف متوجہ ہوا ملا پیر محمد اسکے تعاقب سے باز نہ آیا بیرم خان جب قلعہ بھٹنڈہ میں پہونچا احمال و اثقال زیادہ کو اُس قلعہ میں کہ اسکے ایک نوکر مسمی شیر محمد خان کے تصرف میں تھا چھوڑا اور خود روانہ ہوا اور شیر محمد خان نے اسکے تمام اسباب اور اموال کو اپنا ملک مطلق معلوم کرکے بیرم خان کے نوکرون کو بذلت و خواری قلعہ سے نکالدیا اور بیرم خان دیبالپور کیطرف کہ حکومت وہانکی اسکے ایک متعلقون قدیم موسوم بہ درویش محمد ازبک کے سپرد تھی روانہ ہوا اور اُس شہر کے قریب پہونچکر خواجہ مظفر علی دیوان کو اسکے طلب کیواسطے بھیجا درویش محمد ازبک بیرم خان کے توقع کے خلاف پیش آیا اور خود نہ آیا بلکہ خواجہ مظفر علی دیوان کو مقید کرکے بادشاہ کی خدمت میں بھیجدیا بیرم خان کہ اُس سے نہایت امیدیاری اور اعانت کی رکھتا تھا متحیر اور پریشان ہوکر جالندر کیطرف راہی ہوا عرش آشیانی نے ملا پیر محمد المخاطب بہ پیر محمد خان کو حضور میں طلب کرکے خان اعظم شمس الدین محمد خان اتکہ کو مع فرزندان و برادران اور ایک جماعت امرا کے پنجاب کے ضبط اور بیرم خان ترکمان کے فساد کے دفع کیواسطے نامزد فرمایا خان اعظم شمس الدین محمد خان اتکہ جب ظاہر

قلعہ ماچیواڑہ میں بیرم خان ترکمان کے قریب پہونچا جنگ میں مشغول ہوا اور دلاوران طرفین بحر اخضر کی امواج کے مانند آپسمیں متلاطم جنگ ہوے اور جسقدر جگر میں قوت رکھتے تھے داد دلی اور جوانمردی دی نظم بہ شمشیر فولاد و تیر خدنگ + گذرگاہ کردند بر مور تنگ + سپاہی چو زنبور با نیشتر + ز جوعاے زنبور سم بیشتر + ولی بیگ ذوالقدر اور اسمعیل قلیخان اور اُسکا بیٹا حسین خان اور شاہ قلیخان محرم آثار شجاعت اور مردانگی ظہور میں لاکر آگے صفوف خان اعظم شمس الدین محمد خان اتکہ کو برہم مارین آخر الامر کفران نعمت نے اپنا کام کیا خان اعظم شمس الدین محمد خان اتکہ بیرم خان کے قلب لشکر پر حملہ آور ہوا اور ولی بیگ ذوالقدر اور مردم معتبر اور سرفروش و جان نثار مشغول ہوئے اُنکے قتل ہونے سے بیرم خان ترکمان سراسیمہ ہوکر کوہستان سوالک کیطرف بھاگا اور بعد اس فتح کے عرش آشیانی نے خواجہ عبد المجید ہروی کو آصف خان خطاب دیکر دہلی کے انتظام کیواسطے مقرر فرمایا اور خود بدولت و اقبال عازم لاہور ہوئے جب لودھیانہ میں پہونچے منعم خان کابل سے آکر خطاب خانخانان اور منصب وکالت پر سرفراز ہوا اور جب موکب بادشاہی کوہستان سوالک کے قریب پہونچا ایک جماعت مردم منتلائی سے بیجا یا کوہستان سوالک میں در آئی اور وہان کے زمیندار بیرم خان ترکمان کی حمایت سے جاے تنگ میں ایستادہ ہوکر جنگ میں مصروف ہوے اور جب وہ مغلوب اور عاجز ہوے بیرم خان نے تنگ ہوکر جمال خان نامے اپنے غلام معتمد کو درگاہ میں بھیجا اور حقوق سابقہ کو نسبت اپنے گناہان حال کے شفیع کرکے امان چاہی عرش آشیانی نے ملا عبد اللہ سلطانپوری المخاطب بہ مخدوم الملک کو استمالت کیواسطے اُسکے پاس بھیجا بیرم خان ملا عبد اللہ سلطانپوری کے اتفاق سے ماہ ربیع الثانی ۹۶۷ھ نوسو اڑسٹھ ہجری میں بادشاہ کی ملازمت کیواسطے متوجہ ہوا اور حکم کے موافق امرا اور ارکان دولت استقبال کے لیے روانہ ہوے اور باعزاز و اکرام تمام مجلس بادشاہی میں لائے بیرم خان گردن میں دستار ڈالکر اور اپنے ولی نعمت کے قدمون پر سر رکھکر ہاے ہاے کرکے رویا بادشاہ نے دست مرحمت اُسکے سر پر رکھا اور اُسکے قدیم جگہ پر بٹھایا اور رفع خجالت کیواسطے خلعت خاص مشرف کیا اور اُس سے یہ ارشاد کیا کہ اگر تجھے سپاہگری کیطرف میل ہو تو ولایت کالپی اور چندیری تجھے مرحمت فرماؤن اور جو تجھے مصاحبت علیہ کی تمنا ہو تو اپنے پاس نگاہ رکھکر مصاحبانہ سلوک کرتا رہون اور جو تو حرمین شریفین کے طواف کی عزیمت رکھتا ہو احسن وجوہ سے مکہ معظمہ کی سمت روانہ فرماؤن بیرم خان عرض گذار ہوا کہ اب تک قواعد اخلاص و اعتقاد میں کسیطرح کے تصور و فتور نے راہ نہیں پائی اور یہ تردد و تجسس اسواسطے تھا کہ فدوی ملازمت میں فائز ہوکر غبار ملال خاطر اقدس سے زائل کرے الحمد للہ علی احسانہ کہ جو دل میں تمنا تھی میسر ہوئی اب خیر اندیش کو داعیہ یہ ہے کہ اماکن شریفہ میں پہونچکر بدعاے ازدیاد جاہ و جلال مشغول رہے بادشاہ نے پچاس ہزار روپیہ دیکر حج کی رخصت کرامت فرمائی اور خود بدولت اُس سے جدا ہوکر حصار فیروزہ کے راستہ سے شکار کرتا آگرہ کیطرف تشریف لیگئے اور بیرم خان گجرات کیطرف متوجہ ہوا تا کہ اُس ولایت کے کسی بندر سے کشتی میں سوار ہوکر مکہ معظمہ کیطرف روانہ ہووے اور جب پٹن گجرات کیطرف کہ حکومت وہان کی بادشاہ گجرات کیطرف سے موسیٰ خان لودھی سے تعلق رکھتی تھی پہونچا اور اُس شہر میں جمادی الاول کی چودھوین شب سنہ مذکور میں مع ایک جماعت سازندہ و خوانندہ کولاب سہسنگ کی سیر کو گیا اور کشتی میں سوار ہوکر بروے آب سیر کرتا تھا سہس ہندی زبان میں ہزار کو کہتے ہین چونکہ ایک ہزار تنجانہ اُس کولاب میں واقع ہوے تھے اس سبب سے ساتھ اس نام سہسنگ کے موسوم تھا بیرم خان بعد حصول نقد سیر و تماشا صبح کے وقت کشتی سے اُترکر اپنے مقام کی طرف

متوجہ ہوا اس درمیان مین مبارک خان نام افغان لوحانی کہ جسکا باپ ہیموں بقال کی جنگ مین بیرم خان کے ملازمون کے ہاتھ سے قتل ہوا تھا انتقام کا خیال کرکے ملاقات کے بہانہ سے روبرو آیا اور مصافحہ کے وقت بیرم خان کو ضرب تہائے خنجر سے شہید کیا چنانچہ اُسکی وفات کی یہ تاریخ ہے **قطعہ** بیرم بطواف کعبہ چون بست احرام ❊ در راہ شد از شہادتش کار تمام ❊ در واقعہ ہاتفی پئے تاریخش ❊ گفتا کہ شہید شد محمد بیرام ❊ اُسکے بعد افغانون نے ہجوم کرکے خان شہید کے اردو کو تاراج کیا پھر محمد امین دیوانہ اور بابا زنبور اور ملازمین بیرم خان نے اُسکے فرزند میرزا عبدالرحیم کو کہ صفر کی چودھوین ۹۶۴ھ نوسو چونسٹھ ہجری مین متولد ہوکر اُسوقت چار برس کا تھا اُسکی والدہ کے ہمراہ کہ دختر جمال خان چچیرے بھائی حسن خان میواتی کی تھی احمد آباد گجرات مین لیگئے اور اعتماد خان حاکم احمد آباد گجرات نے میرزا عبدالرحیم کو اکبر شاہ کی خدمت مین روانہ کیا چنانچہ احوال اُسکا مذکور ہوتا ہے بیرم خان امراے بزرگ خاندان عالیشان سے تھا اور باپ اور دادا اُسکے اولاد امیر تیمور صاحبقران کی خدمت مین صاحب جاہ اور والا منصب تھے اور نسب اُسکا یہ ہے محمد بیرم خان ترکمان بن سیف علی بیگ بن یار علی بیگ بن شیر علی بیگ اور شیر علی علی شکر ترکمان بہارلو کا نواسہ تھا جسوقت کہ اوزون حسن سلطان عراق پر غالب ہوا اور سلطان ابوسعید میرزا نے شہادت پائی شیر علی بیگ اُس حدود سے میرزا سلطان محمود بن سلطان ابوسعید میرزا کے پاس حصار اور شادمان کیطرف گیا اور جب میرزا سے کچھ التفات ظاہر نہوئی ولایت کابل کی طرف آیا اور چھ مہینے کے بعد آٹھ سو جوان کار آمد لیکر بقصد تسخیر شیراز اور ارادہ بادشاہی وہان سے فارس کیطرف روانہ ہوا اثناے راہ مین ایک جماعت اور ترکمان اور سیستانی وغیرہ سے اُسکے ہمراہ ہوے پھر سپاہ خوب اور جمعیت مرغوب لیکر شیراز پہونچا اور ایک جماعت امراے اوزون حسن سے اُسکے مدافعہ کیواسطے اُٹھی شیر علی بیگ نے شکست پائی اور مال واسباب تلف کرکے باحال پریشان خراسان کی طرف متوجہ ہوا لیکن راہ مین جس مقام مین پہونچا دست اندازی اور زبردستی سے سامان اور سرانجام سپاہ بہم پہونچایا اور میرزا سلطان حسین حاکم ہرات اور دیگر امرا اس امر سے واقف ہوکر اسکے سدراہ ہوے اور شیر علی بیگ جنگ مین قتل ہوا اور فرزند اور ملازم اُسکے متفرق ہوے اور بڑا بیٹا اُسکا یار علی بیگ قندز کیطرف گیا اور خسرو شاہ کے ملازمون مین منتظم ہوا اور جب بابر بادشاہ جیسا کہ مذکور ہوا خسرو شاہ کی جمعیت پر متصرف ہوا یار علی بیگ اور اُسکا فرزند سیف علی بیگ بابر شاہ کے ملازم ہوے اور یار علی بیگ کی فوت کے بعد سیف علی بیگ اپنے باپ کا قائم مقام ہوا اور غزنین جاگیر پائی اور جب وہ بھی غزنین مین فوت ہوا اُسکا بیٹا محمد بیرم خان کہ طفل خردسال تھا اپنے عزیزون کے پاس بلخ مین گیا اور اُنکی برکت سے جسقدر کہ چاہیے تحصیل علوم اور کمالات مین فائز المرام ہوا جب سن رشد اور تمیز کو پہونچا کابل مین آنکر شہزادہ نصیرالدین محمد ہمایون کے سلک ملازمین مین منسلک ہوا اور حسن سلوک و اخلاق پسندیدہ اور طبع موزون اور علم موسیقی کے وقوف سے شہزادہ نصیرالدین کا منظور نظر ہوکر مصاحب خاص ہوا اور سولہ برس کے سن مین بمیدان معرکہ لوازم شجاعت اور جانسپاری بجالایا اور شہرت عظیم پیدا کی اور بابر شاہ نے یہ خبر سنکر محمد بیرم خان کو اپنے روبرو بلایا اور اپنی ہمکلامی اور مہربانی سے سرفراز فرمایا اور جب آثار قابلیت اُسکے چہرۂ حال سے مشاہدہ کیے ارشاد ہوا کہ ہمیشہ شاہزادہ کے ہمراہ مجلس بہشت آئین مین آمد و شد رکھے چنانچہ اُسکے بعد رفتہ رفتہ مدارج اعلی کو پہونچا بیرم خان ترکمان نہایت رعیت پرور اور پرہیزگار تھا اور اہل فضل و دانش سے کہ مراد علما اور فضلا سے ہے صحبت رکھتا تھا اور خوانندہ اور سازندہ ہر وقت زنگ غم کا حضار مجلس کے آئینہ دل سے صاف کرتے تھے اور جوانان سرو قد لالہ عذار

ہمیشہ اُسکی محفل رنگین کو تازہ رکھتے تھے بیت بخوبی ہر یکے آرام جانے دلبریابی دلآویز جہانے ما او ربھی ترتیب اور آداب شاہی نہایت خوب جانتا تھا اور زیب و زینت مین کہ اہل دنیا کا لازمہ ہی بہت کوشش کرتا تھا اور نظم و نثر مین بے نظیر تھا اور دیوان ترکی اور فارسی اُسکا متداول ہی اور منقبت مین ائمہ معصومین علیہم السلام کے قصائد و غزلیات کہے ہین لور چند ابیات اُسکے طبعزاد ہین نظم شہی کہ بگذرد از نہ سپہر افسر او ۔ اگر غلام علی نیست خاک بر سر او ۔ محبت شہ مردان مجو ز بے پدری ۔ کہ دوست غیر گر نیست باپ مادر او ۔ ہمائے قدر تو عرفیست گر علو جلال ۔ اگر نعملکند و عالم صدائے شہپر او ۔ قصہ کوتاہ خاقان اکبر نے اس سال کے آخر مین ادہم خان اتکہ کو مع افواج اور سامان تمام مالوہ کی تسخیر کیواسطے نامزد کیا اور باز بہادر کہ سارنگپور مین اُسکے اوقات عیش و عشرت مین گذرتے تھے جسوقت کہ مطلع ہوا کہ لشکر مغل کا دس کوس پر پہونچا صحبت زنان مغنیہ سے اُٹھکر دربلدہ وین بعزیمت جنگ کی لیکن جسدم کہ بہادران چغتائی کمان گوشہ نشین اور تیر فتنہ آئین لیکر اُسکی طرف حملہ آور ہوے حملہ اول مین تاب اُنکی صدمات کے نہ لا کر با دیدۂ گریان و دل بریان برہانپور کی طرف بھاگا ادہم خان ولایت مالوہ امرا کو تقسیم کرکے جمیع اسباب شاہی باز بہادر مع کنیزان مغنیہ پر متصرف ہوا اور اُسمین سے چند زنجیر فیل کے سوا دوسری شے بادشاہ کیواسطے نہ بھیجی اسواسطے بادشاہ اُسطرف سوار ہوے جب قلعہ کاکرون کے نواح مین پہونچے حاکم نے کہ اس قلعے کے باز بہادر کے ملازمون سے تھا قلعہ کو تسلیم کیا عرش آشیانی وہان سے اول شب کو تاخت کرکے صبح کے وقت سارنگپور کے حدود مین تشریف لائے اور یہ اول تاخت آنحضرت کی تھی ادہم خان کہ بحسب اتفاق اُسیدن قلعہ کاکرون کی تسخیر کی عزیمت مین روانہ ہوا تھا سارنگپور سے تین کوس آگے جا کر زمین بوسی کا شرف حاصل کیا عرش آشیانی سارنگپور مین رونق افزا ہوے اور ادہم خان کے مکان مین استقامت فرمائی ادہم خان نے آنحضرت کی تشریف آوری کا سبب دریافت کرکے تمام غنائم نظر اقدس سے گذرانکر معذرت چاہی بادشاہ نے رقم عفو اُسکے صفحہ جرائم پر کھینچے اور آگرہ کی طرف مراجعت فرمائی اور نرور کے نواح مین ایک شیر نہایت قوی ہیکل سر راہ نمود ہوا بادشاہ بنفس نفیس اُسکے مقابل جا کر ضرب شمشیر آبدار سے اُسے خاک مذلت پر ڈالا امرا اور منصبدار کہ اُسوقت حاضر تھے تصدق نچھاور کرکے بادشاہ کی سلامتی پر لوازم شکر بجالائے اندنون مین شیر خان ولد محمد شاہ عدلی نے چالیس ہزار افغان لیکر انتزاع جونپور کے قصد مین آب گنگ سے عبور کیا امد علی قلیخان سیستانی المخاطب بخان زمان بارہ ہزار سوار سے اُسکے مقابل ہوا بعد جنگ عظیم او معرکہ شدید کے شیر خان کو مغلوب کیا اور بہادر خان علی قلیخان سیستانی کا بھائی کہ داستان ہفتخوان اسفندیار کو معتبر نہ جانتا تھا اس معرکہ مین چند جوان افغان کو کہ ہر ایک آپ کو ہزار جوان کے برابر فرض کرتے تھے ضرب نیزہ و شمشیر سے خاک ہلاک پر ڈالا بہادری اور صف شکنی مین دونون بھائی آفاق مین مشہور ہوے اور نہایت مغرور ہو کر فیلہاے نامی کہ اُس معرکہ مین ہاتھ آئے تھے اُنمین سے ایک بھی درگاہ مین نہ بھیجا چنانچہ یہ ادا بادشاہ کے مزاج کے موافق نہ آئی شکار کے بہانہ کالپی کے راستہ سے اُسطرف عازم ہوے جب کڑہ مانکپور کے قریب پہونچے دونون بھائیون نے سعادت ملازمت حاصل کرکے پیشکشہاے لائقہ گذرانین اور فیلان خوب نامی جسقدر جنگ مین دستیاب ہوے تھے داخل فیلخانہ شاہی کیے اور الطاف خسروانی سے نوازش ہوا فرمایا کر مطمئن خاطر ہوے اور بادشاہ آگرہ کیطرف روانہ ہوے اور تیسری منزل مین علی قلیخان سیستانی المخاطب بخانزمان اور اُسکے بھائی بہادر خان کو رخصت جاگیر عطا فرمائی اُسکے بعد آگرہ مین داخل ہوے خان اعظم شمس الدین محمد خان اتکہ حاکم پنجاب اور ادہم خان اتکہ حاکم مالوہ کے حکم کے موافق حاضر حضور ہو کر پیشکشہاے لائق گذرانین اور عرش مکانی نے مالوہ کی حکومت

ملا پیر محمد المخاطب بہ پیر محمد خان کو مرحمت فرما کر منصب وکالت کا خان اعظم شمس الدین محمد خان اتگہ کو امداد فرمایا اور
سنہ ۹۶۹ نوسو انہتر ہجری مین خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کی زیارت کیواسطے اجمیر گئے اور جب قصبہ سانبھر مین پہونچے
راجہ پورن مل کہ اُس حدود کا زمیندار معتبر تھا اپنی دختر بادشاہ کو دیکر نوکری اختیار کی اور اُسکا بیٹا بھگوانداس بھی ملازم ہوکر
امرائے کبار کے سلک مین منتظم ہوا اور لشکر ظفر پیکر جب اجمیر مین پہونچا بادشاہ لوازم زیارت بجا لائے اور میرزا شرف الدین حسین
حاکم اجمیر کو قلعہ میرٹھ کی تسخیر کیواسطے کہ راجہ مالدیو کے ممالک سے تعین فرمایا اور خود مین شبانہ روز مین ایکسو بیس کوس
مسافت طی کر کے مع پانچ چھ کس آگرہ مین آئے میرزا شرف الدین حسین جب میرٹھ کے قریب گیا جگمل مدد دیو نداس کہ امرائے راجہ مالدیو
سے تھے قلعہ مین قلعہ بند ہوکر مدافعہ کیواسطے قیام کیا میرزا لوازم محاصرہ بجالایا اور نقب کے کھودنے مین مشغول ہوا چنانچہ ایک روز نقب
کہ برج کے نیچے پہونچی تھی باروت پر کر کے آگ دی اور وہ برج ویران ہوا اور قلعہ مین رخنہ ظاہر ہوا اور بہادران مغل رخنہ کیطرف متوجہ ہوے
اور راجپوتون نے مدافعہ کیواسطے قیام کیا اور اُس شب کو ایک جنگ نہایت سخت واقع ہوئی اور جب کام درست نہوا پلٹ آئے
اور راجپوتون نے سوراخ بندی قلعہ کیواسطے فرصت دیکھکر اُس شب کو تمام رخنے مسدود کیے اور آخر کو طول ایام محاصرہ سے تنگ
ہوکر صلح کے طلبگار ہوے میرزا شرف الدین حسین نے اس شرط پر انکی استدعا قبول کی کہ اسپ اور فیل بلکہ کوئی شی ہمراہ نہ لیجاوین
امان دیکر سر راہ سے اٹھا جگمل نے اسباب اور اموال سے قطع نظر کر کے اپنے آدمیون کو لیکر شرط کے موافق قلعہ سے نکل گیا لیکن
دیونداس کو غیرت اور تھوڑی دامنگیر ہوئی تمام جہات اپنے کو جلایا اور پانسو سوار راجپوت سے برآمد ہوا اور میرزا اُس سانحہ سے
مطلع ہوکر سد راہ ہوا چنانچہ جنگ نہایت شدید واقع ہوئی دو سو اور پچاس آدمی راجپوتون سے قتل ہوے اور دیونداس زخمی ہوا
جب تمیز قوت سواری کی نرہی سر اُسکا کاٹکر معرکہ سے باہر لیگئے اور چند سال کے بعد ایک شخص نے جوگیون کے لباس مین
دعوی کیا کہ مین دیونداس ہون بعضون نے قبول کیا اور بعضون نے تکذیب کی یہانتک کہ وہ بھی ایک معرکہ مین مارا گیا میرزا
شرف الدین حسین قلعہ پر متصرف ہوے اور فتحنامہ درگاہ مین ارسال کیا ملا پیر محمد المخاطب بہ پیر محمد خان کہ سردار صاحب داعیہ
تھا شادی آباد مندو کو مقام قرار اور آرام اپنا کیا اور مالوہ کے میدان کو ایکبارگی خار تعرض متعلقان باز بہادر سے صفا کیا
اور بیجاگڑھ کا قلعہ مستحکم کہ متعلق مالوہ سے ہے بجبر و قہر لیکر وہان کے سپاہیون کو تمام قتل کیا اور چونکہ باز بہادر خاندیس مین مقیم
ہوکر وقت بیوقت مالوہ کے اطراف مین مزاحمت پہونچاتا تھا ملا پیر محمد المخاطب پیر محمد خان نے ولایت خاندیس پر
چڑھائی کر کے بلدہ برہانپور کو قتل عام کیا اور بہت سادات اور علما اور مشائخ اُس سے شہد شہادت چکھ کر روضہ
رضوان مین داخل ہوے ملا پیر محمد المخاطب بہ پیر محمد خان ابتک برہانپور مین تھا کہ باز بہادر اور میران مبارک شاہ
فاروقی تفال خان حاکم برار کو مدد کیواسطے طلب کر کے اُسکے مقابلہ اور مقاتلہ کو روانہ ہوے اور ملا پیر محمد کے تمام سپاہی ملا کے
جبر اور بد مزاجی سے بہ تنگ آئے آخر کو بلا اجازت مندو کیطرف راہی ہوے اور آب نربدہ سے عبور کر گئے اور امرائے
ملکی نے بھی کدورت ظاہر کر کے اپلو ایک طرف کھینچا اور جنگ سے پہلو تہی کی ملا پیر محمد نے ناچار ہوکر مراجعت کی تفال خان نے
کہ مرد شجاع اور جوان مرد تھا پیچھا کیا اور ملا پیر محمد سراسیمہ قطع مسافت مین مشغول ہوا اور بوقت عبور آب نربدہ
پر عربدہ کے قطار شتر محمولہ کا دھکا ملا پیر محمد کی سواری کے گھوڑے کے پہلو پر اس زور سے لگا کہ پاؤن اُسکے زمین سے جدا ہوے
ہر چند ان لوگون نے کہ اُسکے قریب تھے سعی کی کہ اُسکے پاس پہونچکر دستگیری کرین جو اجل نے پنجہ اُسکے گریبان حیات مین محکم
مارا تھا کسیکی تدبیر پر اثر پذیر نہوئی اور ملا پیر محمد المخاطب بہ پیر محمد خان بحر فنا مین غرق ہوا اُسوقت جب محافظت تعاقب مین

پہونچے امراے مغل شادی آباد منڈو کو بھاگ گئے اور دشمنون کے تعاقب سے وہان بھی توقف میسر نہوا آگرہ کیطرف متوجہ ہوے اور باز بہادر دوبارہ ۹۶۹ نوسو انسٹھ ہجری مین مالوہ پر متصرف ہوا آنفالخان اور میران مبارک شاہ فاروقی اپنے مقام مین گئے عرش آشیانی نے عبداللہ خان ازبک حاکم کالپی کو باز بہادر کے فساد دفع کرنیکے واسطے تعین فرمایا اور باز بہادر طاقت اُسکے مقابلہ کی نلاکر کوہستان کمبل میر کیطرف بھاگا اور عبداللہ خان ازبک کامران ہوکر شادی آباد منڈو مین مقیم ہوا اُن دنون مین سید بیگ ولد معصوم بیگ صفوی جو شاہ طہماسپ کا قرابتیان قریب سے اور وکیل مطلق العنان تھا برسم ایلچی گری تحف ونفائس کثیر لایا اور دو لاکھ روپیہ کہ پانچہزار تومان عراق سکے ہوے انعام پائے اور تھوڑے عرصے مین جب خان اعظم شمس الدین محمد خان اتکہ نے امر وکالت مین استقلال بہم پہونچایا ادہم خان نے اسپر حسد کرکے چاہا کہ بیرم خان ترکمان کیطرح اُسے بھی بادشاہ کی نظر سے گراوے اور باوجود غیبت اور بدگوئی کے جب اُسکی مراد حاصل نہوئی اور اس امر کی صورت نہ باندھی اور بعضے امرا کی تحریک کے سبب خان اعظم شمس الدین محمد خان اتکہ کو ۹۷۰ نوسو ستر ہجری مین سر کچہری جسوقت کہ تلاوت قرآن مین مشغول تھا اس بہانہ سے کہ اُسکی تواضع مین قیام نکیا تیغ ستم سے قتل کیا اور چونکہ بادشاہ کی عنایت پر اعتماد رکھتا تھا نہ بھاگا اور قصر رفیع پر کہ حرم شاہی کے مقابل تھا ایستادہ ہوا اور اس شور وغوغا سے عرش آشیانی کہ حرم سرا مین استراحت فرماتے تھے بیدار ہوے اور سبب اسکا پوچھا اور اس قضیہ سے مطلع ہوکر اُسی طرح بلباس آسائش بام کے کنارے جلوہ گر ہوے جونہین حضرت کی نگاہ خان اعظم شمس الدین اتکہ مقتول پر پڑی آتش غضب حضرت کے دماغ مین بھڑکی اور شمشیر خاصہ لیکر اُس محل پر کہ ادہم خان اُسپر کھڑا تھا آئے اور ادہم خان سے متوجہ ہوکر فرمایا کہ تونے خان اعظم کو کسواسطے قتل کیا ادہم خان نے دوڑ کر بادشاہ کے دونون دست حق پرست پکڑے اور رونے لگا بادشاہ اس بےادبی سے زیادہ تر غضبناک ہوے اور اپنے ہاتھ چھوڑا کر ایسا گھونسا اُسکے منہ پر مارا کہ بیہوش ہوکر گر پڑا اُسوقت بادشاہ کے حکم کے موافق اُس کوٹھے سے کہ بارہ گز بلند تھا اُسے نیچے گرا دیا اور جو ابتک ایک رمق جان اُسمین باقی تھی کہ دوبارہ اُسے کوٹھے پر لیجا کر ایسا گرایا کہ اُسکا کام تمام ہوا ماہم اتکہ نے اپنے فرزند کی لاش دہلی مین بھیجکر مدفون کی اور خود بھی قرین حزن والم ہوکر چالیس دن مین مرگیا اور اتکہ بہ فتح حروف اول وثانی وکاف فارسی ترکی مین شوہر دایہ کو کہتے ہین اور اردو مین اُسے دادا بولتے ہین اور یہ مخفف اتاگاہ کا ہی کسواسطے کہ ترکی مین اتا بمعنی پدر ہے اور اتاگاہ وہ شخص کہ قائم مقام پدر ہوا اور انکہ بالون مرضعہ یعنی دودھ پلانیوالی کو کہتے ہین اور کوکہ برادر رضاعی کا نام رکھتے ہین اور منعم خان کہ ادہم خان کا محرک تھا کابل کیطرف کہ اُسکا چچیرا بھائی وہان کا حاکم تھا بھاگا اور میر فتنی جاگیردار پرگنہ سورت نے اُسے گرفتار کرکے درگاہ مین بھیجا بادشاہ نے اُسکی خطا معاف فرمائی اور اُسکی عزت وتوقیر مین بنظر توجہات مبذول رکھی اور خطاب ومنصب اتکہ خانی خان اعظم کے بڑے بیٹے کو کہ میرزا عزیز کو عنایت فرمایا اور پایہ اُسکی دولت کا بلند کیا کہتے ہین گروہ گکھران کا جو ہمیشہ دودمان تیموریہ کی اطاعت کرتے تھے شیر شاہ نے چند مرتبہ لشکر اُنکی ولایت پر بھیجکر بہت خرابی کی اور جب اطاعت نہ کی خود اُس جماعت کے سر پر جاکر سارنگ خان اُس قبیلہ کے سردار کو بمکر وحیلہ دستیاب کرکے قتل کیا اور اُسکے فرزند کمال خان کو ہمراہ لیجا کر قلعہ گوالیار مین محبوس فرمایا اُسکے بعد سلطان آدم گکھر برادر سارنگ خان گکھر حاکم اپنی قوم کا ہوا بدستور سابق افغانون کی مخالفت مین کوشش کرتا تھا جب سلیم شاہ تخت سلطنت پر متمکن ہوا اُسنے بھی اس ولایت پر چڑھائی کی اور گکھرون نے باقسام حیلہ افغانون کو ایسا عاجز اور تنگ کیا کہ لوگ بدشواری اردو سے نکلتے تھے اور جو شخص لشکرگاہ سے برآمد ہوتا تھا گکھر اُسے گرفتار کرکے قندھار اور کابل اور بدخشان کیطرف بیچتے تھے اور فروخت کرتے تھے

اور جو کبھی اُنکے دلمین ترس اور ترحم آتا تھا تو اُسنے اردو کے لوگون کے ہاتھ قیمت کابل کو بیچتے تھے سلیم شاہ نے منحرف ہوکر اُنکی ولایت کو تاخت و تاراج سے خراب اور ویران کیا اور امراے پنجاب کو اُنکے اخراج اور جھڑا کی اُنکیواسطے مقرر کیا اور خود دارالسلطنت گوالیار مین آیا اور حکم کیا کہ ایک مکان مین باروت بچھاکر اور تمام گھکرون کو جو کہ قید مین تھے اُسمین لیجا کر اور آگ دیکر اُڑا دو چنانچہ اسی طریق سے انھین ہلاک کیا لیکن کمال گھکر حافظ حقیقی کے حکم سے اُسی مکان کے ایک گوشہ مین حی القائم رہا کسیطرح اُسے ضرر نہ پہونچا سلیم شاہ نے یہ خبر سُنکر کمال خان گھکر کو طلب کیا اور متابعت کے بارہ مین قسم دیکر پنجاب کی رخصت دی چنانچہ کمال خان بتفاق امراے پنجاب ولایت گھکران کی تسخیر مین ساعی تھا کہ سلیم شاہ فوت ہوا اور اُسوقت ہمایون بادشاہ ملک پنجاب مین داخل ہوا ملازمت کرکے خدمات پسندیدہ بجا لایا اور اکبر شاہ کے عہد مین کرہ اور مانک پور جاگیر پائی اور خان زمان کی لڑائی مین آثار شجاعت ظہور مین پہونچائے اس سبب سے حکم ہوا کہ امراے پنجاب سلطان آدم گھکر کو دفع کرکے کہ ہمایون بادشاہ کی اطاعت مین نہ آیا تھا کمال خان گھکر کو قائم مقام اُسکا کرین امراے پنجاب نے سنہ مذکورہ مین باتفاق کمال خان گھکر ولایت گھکران پر متصرف ہوکر سلطان آدم گھکر کو زندہ دستگیر کیا اور کمال خان گھکر کو اُس قبیلہ سرکش کا حاکم بنایا اور اُسی سال خواجہ معین میرزا شرف الدین حسین کا باپ کہ خواجہ ناصر الدین عبداللہ کا نواسہ تھا ترکستان سے لاہور کی طرف آیا میرزا شرف الدین حسین حکم اقدس کے بموجب لاہور گیا اور ہمراہ باپ کے آگرہ کی طرف متوجہ ہوا اور بادشاہ خود اُسکی پیشوائی کو سوار ہوے اور آگرہ مین لائے اس درمیان مین میرزا شرف الدین حسین توہمکو اپنے دلمین راہ دیکر اجمیر کی سمت بھاگا اور جب اُسکے جانے سے ایک خلل اُس نواح مین پیدا ہوا حسین قلیخان ذوالقدر بیرم خان ترکمان کے بھانجے کو ناگور کی حکومت پر مقرر فرمایا اور میرزا نے اجمیر کو اپنے ایک معتمد کے سپرد کرکے جالور کیطرف کہ گجرات کی سرحد ہے گیا اور حسین قلیخان ذوالقدر نے اجمیر کو صلح سے لیا اور شاہ ابوالمعالی کہ حبس شاہ سے نجات پاکر مکہ معظمہ کیطرف گیا تھا اُسوقت وہان سے پلٹکر میرزا شرف الدین حسین کا شریک ہوا اور اُسکے اشارہ سے ۹۷۱ نوسو اکہتر ہجری مین نارنول مین آنکر دست اندازی کی حسین قلیخان ذوالقدر نے احمد بیگ اور یوسف بیگ کو کہ اُسکے ملازمین سے تھے شاہ ابوالمعالی کے تعاقب مین روانہ کیا اور خود میرزا کی دفع کیواسطے گرم عنان ہوا شاہ ابوالمعالی اثناے کوچ اُسی جگہ کمین گاہ مین جا بیٹھا اور جب احمد بیگ اور یوسف بیگ اُسکے روبرو آئے شاہ ابوالمعالی نے حملہ کرکے دونون کو قتل کیا اور خاقان اکبر نے کہ متھرا پور مین شکار مین مشغول تھے یہ خبر سُنکر ایک جماعت امرا کو اُسکے تدارک کیواسطے تعین فرمایا اور شاہ ابوالمعالی پنجاب گیا اور وہان سے محمد حکیم میرزا کے پاس کابل کی طرف روانہ ہوا اور یہ بیت پڑھی

بیت

ما درین در بنی حشمت و جاہ آمدہ ایم + از بد حادثہ اینجا بہ پناہ آمدہ ایم

محمد حکیم میرزا نے اپنی ہمشیرہ کو اُسکے عقد نکاح مین دیا اور اُسے صاحب جاہ و حشم کیا اور ابوالمعالی کابل کی بادشاہی کے خیال مین مبتلا ہوا پہلے اپنی خوشدامن کو جو ملک کی صاحب اختیار تھی جبر و درشتی سے اپنے مکان مین لاکر قتل کیا اور میرزا کی عنان وکالت کہ خردسال تھا اپنی ہتیلی مین لایا تو تدریج اُسے بھی خارج کرے اور سلیمان میرزا نے کابل مین آنکر شاہ ابوالمعالی کو بعد جنگ گرفتار کرکے ہلاک کیا القصہ میرزا شرف الدین حسین نے جب ابوالمعالی کے مفرور ہونے سے اطلاع پائی جالور سے بھاگ کر احمد آباد گجرات مین گیا اور بادشاہ شکار سے فارغ ہوکر جب شہر دہلی مین داخل ہوے اور بازار چوہڑ مین پہونچے قتلق فولاد کہ میرزا شرف الدین حسین کے غلامون سے تھا بادشاہ کے قتل پر آمادہ ہوا بحالت از دحام مدرسہ کے قریب باہم آنکر نے ایک تیر چلہ کمان مین جوڑ کر کھینچی کو توڑا اور ہاتھ کو بلند کرکے دھر کھینچا لوگونکو گمان ہوا کہ کسی جانور کو ہدف تیر قضا کیا چاہتا ہے پھر اُسنے ہاتھ نیچا کرکے بادشاہ کی طرف کہ فیل پر

سوار تھے پھینکا اور تیر مخطا حضرت کے شانہ مین لگا اور ایک بالشت گوشت مین در آیا لیکن ابھی تیر شانہ مین تھا کہ قتلق فولاد کو بضربت ہائے شمشیر و خنجر پارچہ پارچہ اور ریزے ریزے کر کے خاک مذلت پر ڈالا اسکے بعد تیر برآوردہ کر کے حضرت کو قبا سے
پشمینہ پہنائی اور بادشاہ باوجود شدت درد اور بیتابی و اضطراب فرما کر اسیطرح فیل پر سوار ہو کر دولتخانہ کی طرف
تشریف لے گئے اور حکیم عین الملک گیلانی کہ معالجہ مین عیسی نفس اور ہنر وری مین کلیم اللہ کیطرح ید بیضا دکھلا کر ایک ہفتہ مین
آثار صحت ظہور مین پہونچائے اسکے بعد بادشاہ آگرہ کیطرف متوجہ ہوئے اور آصف خان ہروی کو کڑہ اور مانکپور کی حکومت پر
روانہ کیا اور خود بدولت و اقبال فیل کے شکار کو قلعہ نرور کی جانب سوار ہوئے اور فیلوں کی گرفتاری مین تصرفات اور
اختراعات کیے اس سبب سے کہ عبداللہ خان اوزبک حاکم مالوہ نے ہاتھی کثرت سے بہم پہونچا کر بادشاہ کیواسطے نہ بھیجے تھے جریدہ
موسم برسات مین مع افواج بطور یلغار منڈو کیطرف روانہ ہوئے اور محمد قاسم خان نیشاپوری جاگیردار سارنگپور ملازمت کیواسطے
حاضر ہوا اور جب بادشاہ اجین مین وارد ہوئے عبداللہ خان اوزبک متوہم ہو کر مع کوچ و اسباب گجرات روانہ ہوا اور بادشاہ
نے بجلیش کوس اسکے تعاقب مین تاخت فرمائی اور ہراول بادشاہی عبداللہ خان کے سر پر پہونچا جب کام اُس پر تنگ
ہوا پلٹ کر جنگ کی اور غالب آنکر بفراغ خاطر گجرات گیا اور بادشاہ نے منڈو مین جاکر بادشاہان خلجیہ کی عمارات کی سیر کی
اور میران مبارک شاہ فاروقی والی برہانپور نے بعد اظہار اطاعت و اخلاص اپنی بیٹی بادشاہ کو دی اُسوقت منڈو کی سند
حکومت قرابہادر خان کو مرحمت فرمائی اور رایات اجلال دارالسلطنت آگرہ کیطرف متوجہ ہوئے اور قریب قلعہ سیری کلارس
کے ایک غول ہاتھی کا کہ اُسمین ایک ہاتھی مست اور عمدہ پیکر تھا نظر آیا سپاہیان فرمان کے موافق اُسے قلعہ سیری کلارس مین
ہانک لائے اور فیل مست دیوار قلعہ توڑ کر صحرا کیطرف راہی ہوا اور جسوقت کہ ایک فیل فیلان خاصہ سے اُسکے سر راہ لیکئے
فیل وحشی جنگ کیواسطے ایستادہ ہو کر گرفتار ہوا اور ۹۷۲ھ نوسو بہتر ہجری مین خواجہ معظم برادر اعیانی جوجی بیگم نے کہ
خالو بادشاہ کا ہوتا تھا بے اعتدالی کے سبب گرفتار ہو کر قید مین وفات پائی اور اُسی سال قلعہ آگرہ کہ خشتی تھا مسمار کر کے
سنگ سرخ سے بنا رکھی اور چار برس مین تیار ہوا اور بعد قضیہ عبداللہ خان اوزبک ایسا عوام کی زبانون پر جاری ہوا کہ
بادشاہ امرائے اوزبک سے رنجیدہ ہو کر سبکو معزول اور مخذول فرما دیگا اس سبب سے سکندر خان اوزبک اور ابراہیم خان
اوزبک وغیرہ نے کہ بہار اور جونپور کے جاگیردار تھے سر اطاعت سے پھیرا اور علی قلیخان سیستانی المخاطب بخان زمان اور
بہادر خان سیستانی اگرچہ انکی مان اصفہانی اور خود عراق زائی تھے لیکن چونکہ مورث اعلی انکے اوزبکون کے گروہ سے تھے اور بھی
گناہان سابق سے ایک توہم اور ہراس رکھتے تھے آپ کو اوزبکون کے سلک مین منتظم کر کے سردار طائفہ باغیہ کے ہوئے اور
آصف خان ہروی کہ انکی جوار مین جاگیر رکھتا تھا وہ بھی تصبیہ خزائن کے سبب سے انکا شریک ہوا اور تیس ہزار سوار جرار سے علم
مخالفت بلند کیا اور جسقدر ممالک پر کہ ممکن ہوا متصرف ہوئے عرش آشیانی کہ تعجیل مہمات مین جائز رکھتے تھے اس مقولہ سے ایک حرف
زبان پر نہ لائے اور شکار کے بہانہ سنہ مذکور مین نرور گڑھ کیطرف نہضت فرمائی اور شکار مین مشغول ہوئے اشرف خان
منشی کو سکندر خان اوزبک کے پاس بھیجا تو اسے تسلی اور دلاسا دیکر حضور مین حاضر کرے اور مہتر خان نجشی کو آصف خان
ہروی کے پاس روانہ کیا کہ جملہ خزائن اور غنائم سے جو کہ لائق سرکار ہو لیکر بازگشت کرے اور خزانون کی کیفیت یہ ہے کہ آصف خان
ہروی جب صوبے کی صوبہداری ہوا ولایت کڑہ اور مانکپور جاگیر پائی اور بہادری کے سبب عازم تسخیر گڑہ کہ وہ کبھی بادشاہ
اسلام کی مسخر نہوا تھا اور ایک عورت مسماۃ رانی درگاوتی کہ صورت اور سیرت مین آراستگی تمام رکھتی تھی اُس ولایت کی

حاکم تھے آصف خان ہروی نے چند مرتبہ لشکر اُس حدود میں بھیجکر خرابی میں کچھ تقصیر نہ کی اور آخر کو خود پانچ چھ ہزار سوار اور پیادے
بیشمار لیکر ولایت گڑھ میں گیا اور رانی نے بھی مع ایکہزار اور پانسو فیل اور آٹھ ہزار سوار و پیادے سے مقابلہ کیا
اس صورت میں جنگ عظیم واقع ہوئی ناگاہ ایک تیر رانی کی آنکھ میں لگا تردد سے باز رہی اور پاس ناموس سے
کہ مبادا گرفتار اور دستگیر ہووے دل جان سے اُٹھا کر فیلبان سے خنجر لیا اور اپنے تئیں ہلاک کرکے نام اپنا جریدۂ عالم میں
ثبت کیا اور عروس ملک کہ ہر روز ایک شوہر کے آغوش میں اور ہر شب کو عقد دوسرے سے باندھتی ہے آصف خان سے
ہم آغوش ہوئی اور آصف خان قلعہ چوراگڑھ میں کہ مسکن رانی کا تھا گیا اور رانی کا فرزند خردسال جو قلعہ میں تھا ہجوم کے
وقت آدمیوں کے ہاتھ پاؤں سے پامال ہوکر ہلاک ہوا اور جواہر اور تماثیل طلائی اور مرصع اور اشیاء نفیسہ کہ سرداران
کی سرکار میں ہوتا ہے اور ایکسو عدد دیگیں مسی کہ اصطلاح ہند میں اُسکو کنکال کہتے ہیں مملو اشرفی علائی احمر سے آصف خان
کی سرکار میں داخل ہوئیں اور آصف خان نے کل تین سو زنجیر فیل ایکہزار اور پانسو فیل سے بادشاہ کیواسطے بھیجی اور سا
چیزونکا نام کو درمیان میں نہ لایا عرش آشیانی شکار کرتے ہوئے جب ولایت گڑھ میں داخل ہوئے بادہا سے مخالف اور
ہوا کی گرمی سے بیمار ہوکر آگرہ کی طرف مراجعت فرمائی اور جب فہمائش اشرف خان منشی اور لشکر خان بخشی کی قوم متمردین
اترنہ کی بادشاہ کے حکم بموجب شاہم خان جلایر اور شاہ بداغ خان اور محمد امین خان دیوانہ وغیرہ کہ اسطرف کے
جاگیرداروں میں سے تھے سکندر خان اور ابراہیم خان اوزبک کے دفع کیواسطے متوجہ ہوئے اور ہنگام جنگ جب
بہادر خان سیستانی مخالفونکی کمک کو پہونچا شاہم خان جلایر منہزم ہوا محمد امین دیوانہ اور شاہ بداغ خان دستگیر ہوئے
عرش آشیانی نے حقیقت حال پر واقف ہوکر منعم خان خانخاناں کو مع لشکر عظیم برسم منقلائی روانہ کیا اور خود بھی
سنہ ۹۷۳ نوسو تہتر ہجری میں اسطرف متوجہ ہوئے اور جب قنوج میں پہونچے افواج سے جدا ہوکر سکندر خان اوزبک کے سر پر
کہ لکھنوتی میں تھا تاخت کی سکندر خان اوزبک خبر پاکر علی قلیخان المخاطب بخان زمان کے پاس بھاگا اور علی قلی خان اور
بہادر خان سیستانی نے ترہوہ گھاٹ پر جاکر آب گنگ سے عبور کیا اور بادشاہ جونپور میں تشریف لائے آصف خان
ہروی نے حلقہ اطاعت کا زیب گوش کیا اور مجنون خان قاقشال جاگیردار کڑہ مانک پور کے ذریعہ سے ملازمت میں پہونچکر
سرفراز ہوا اور بعد چند روز کے آصف خان سیستانی کہ پانچہزار سوار خاص رکھتا تھا امرائے معتبر کی جمعیت سے
مخالفونکے دفع کے لیے مقرر ہوا اور آصف خان گھاٹ نرہن پر جاکر علی قلیخان المخاطب بخان زمان کے لشکر کے مقابل
فروکش ہوا اور ساتھ اسکے زبان اور دل ایک کرکے بت ونعل میں اوقات گذاری کرتا تھا بادشاہ نے اس حال سے خبردار
ہوکر جاگیر اسکی تغیر کی اور آصف خان آدھی رات کو اپنے بھائی وزیر خان کے ہمراہ آردو سے گڑھ کی طرف روانہ ہوا
عرش آشیانی نے منعم خان خانخاناں کو اس لشکر کی سپہ سالاری کیواسطے بجائے آصف خان ہروی کے روانہ کیا اور علی قلیخان
المخاطب بخان زمان اور سکندر خان اوزبک اور بہادر خان سیستانی کو درمیان دوآب کے بھیجا کہ آگرہ تک تاخت
کرکے اُس حدود میں خلل ڈالیں بادشاہ نے شاہ بداغ خان اور اُسکا فرزند مطلب خان اور اقبال خان تنگ اور حسین خان اور
سعید خان اور راجہ ٹوڈرمل اور محمد امین دیوانہ اور محمد خان افغان سور اور محمد معصوم خان اور لشکر خان بخشی کو بسرداری
میر معز الملک کے کہ اکابر سادات مشہد مقدس طوس سے تھا سر راہ بہادر خان سیستانی کے بھیجا اُسوقت علی قلیخان
المخاطب بخان زمان نے منعم خان خانخاناں کو اپنے گناہوں کا شفیع کرکے اپنی والدہ اور ابراہیم خان اوزبک کو کہ بجائے عم

بزرگوار کے جانتا تھا مع قیلان نامی درگاہ مین بھیجا عرش آشیانی مقام عفو مین ہوے اور جونپور کہ سابق اُنکی جاگیر مین تھا مقرر رکھا لیکن میر معز الملک بہادر خان سیستانی اور سکندر خان اوزبک کے پاس پہونچکر درپے جنگ تھا کہ بہادر خان نے پیغام کیا کہ میرے بھائی علی قلیخان المخاطب بخان زمان نے والدہ کو بادشاہ کی خدمت مین بھیجکر التماس عفو جرائم کی ہی اس قدر ضد کرو کہ جواب پہونچے میر معز الملک نے اس بات کو قبول نہ کیا اور صفین جنگ کی آراستہ کین اور سکندر خان اوزبک کو کہ ہراول تھا مفرور کر کے اُسکے ہمراہیون سے بیشمار قتل کیے بہادر خان سیستانی کہ اُسوقت تک اپنی فوج مین ایستادہ تھا تاخت لیجا کر افواج بادشاہی کو زیر وزبر کیا اور میر معز الملک قنوج کیطرف مفرور ہوا اور غنیمت وافر بہادر خان سیستانی کے سپاہیون کے ہاتھ آئی اور جب یہ خبر پہونچی عرش آشیانی جونپور کو علی قلیخان سیستانی کی والدہ کو معاف کر کے قلعہ چنار اور بنارس کی سیر کو سوار ہوے اُسوقت علی قلیخان خان زمان سکندر خان اوزبک کے اغوا کے باعث آب گنگ سے عبور کر کے غازی پور مین آیا اور وہان کے اکثر پرگنات پر قابض اور متصرف ہوا بادشاہ نے علی قلی خان خان زمان کو مخاطب اور معاتب کر کے حکم فرمایا کہ اشرف خان جونپور کیطرف جا کر علی قلیخان خان زمان کی والدہ کو محبوس کرے اور خود بطور ایلغار غازی پور کیطرف روانہ ہوے اور علی قلیخان خان زمان پہاڑون کے دامن مین کہ جنگل نہایت پر درخت تھا بھاگا اور بہادر خان باتفاق سکندر خان وابراہیم خان اوزبک شب کو بسبیل استعجال جونپور مین آیا اور زینہ لگا کر قلعہ پر چڑھکر اپنی والدہ کو رہا کیا اور اشرف خان کو مقید کر کے بنارس کیطرف روان ہوا عرش آشیانی یہ خبر سنکر جونپور مین رونق افزا ہوے اور احضار لشکر اور سپاہ ممالک محروسہ کیواسطے حکم دیا خان زمان خائف اور ہراسان ہو کر دوبارہ بعجز وزاری حاضر ہوا اور یہ بیت عرضہ مین لکھی **بیت** بدین امیدہاے شاخ در شاخ + کرمہاے تو مارا کرد گستاخ + اور بادشاہ اس سبب سے کہ بہادر خان سیستانی کو عہد طفلی سے بھائی کہتے تھے اور علی قلیخان خان زمان کو بھی خدمات سابقہ کے سبب سے بہت دوست رکھتے تھے اور نہین چاہتے تھے کہ یہ بالکل تباہ اور برباد ہون دوبارہ اُنکے گناہ معاف فرمایے اور جاگیرین اُنکی بدستور سابق مقرر اور بحال رکھین **بیت** گرچہ بگفت کہ زارت بکشم میدیدم + کہ نہانش نظرے با من دلسوختہ بود + القصہ ایک ملوک بنشین کہتا تھا کہ اگر خلائق جانین کہ مجھے عفو جرائم مین کچھ لذت حاصل ہوتی ہی تو گناہ کے سوا کوئی تحفہ اور ذریعہ میرے قرب کا نکرین فی الواقع **مصرع** در عفو لذتیست کہ در انتقام نیست + عرش آشیانی نے قلعہ عفو کے تکلیف احضار فرمائی خان زمان کثرت خجالت کو مانع احضار خدمت کر کے عرض گذار ہوا کہ جسوقت آنحضرت بخیر وسعادت تشریف دار السلطنت مین ارزانی فرمائینگے بندہ مع برادر سر سے قدم کر کے آستان بوسی کیواسطے حاضر ہوگا آنحضرت نے عذر اُسکا پذیرا کر کے اُس سمت سے عطف عنان فرمایا اور دار السلطنت آگرہ کیطرف عازم ہوے اور بعد نزول جہدی قاسم خان کو مع چار ہزار سوار آصف خان ہروی کی دفع اور حکومت گڑھ کیواسطے روانہ فرمایا اور علی قلیخان المخاطب بخان زمان نے کہ اسیطرح سے ولیمین ارادہ مخالفت اور مخاصمت رکھتا تھا آصف خان ہروی کو اپنی طرف جونپور مین کھینچا اور آصف خان علی قلیخان کے نخوت وتکبر سے عاجز آیا اور چھ مہینے کے بعد اپنے بھائی وزیر خان کے ہمراہ گڑھ کیطرف بھاگا اور بہادر خان سیستانی نے پیچھا کر کے آصف خان ہروی سے مقابلہ کیا اور اُسے مغلوب کر کے دستگیر کیا وزیر خان نے فرصت دیکھکر مع فوج ہمراہی بہادر خان پر تاخت کی اور اُسکو منہزم کر کے اپنے بھائی اد جو موسے کو رہا کیا اور دونون متفق ہو کر گڑھ کیطرف روانہ ہوے اور اُس مقام مین قیام کیا اور درمیان اس حال کے ایلچیان محمد حکیم میرزا نے آنکر عرضداشت گذرانی کہ بعد قتل ہونے شاہ ابو المعالی کے

سلیمان میرزا نے خطبہ کابل کا اپنے نام پڑھایا اور میرزا سلیمان نام ایک شخص کو کابل مین اپنی طرف سے چھوڑ کر بدخشان گیا اور جو محمد حکیم میرزا نے میرزا سلطان کو کابل سے نکالدیا ہی اب سلیمان میرزا لشکر فراہم کرکے چاہتا ہی کہ کابل مین جاکر پھر متصرف ہون اگر اسوقت کمک عنایت ہووے عین ذرہ پروری ہوگی بادشاہ نے فرامین فوراً بنام امراے پنجاب اور محمد قلیخان حاکم ملتان کے اس مضمون سے صادر فرمائے کہ جسوقت سلیمان میرزا قصد تسخیر کابل کرے اسطرف جاکر اسکی مزاحمت دفع کرو اور فریدون خان کابلی کہ امراے بادشاہی سے تھا اور محمد حکیم میرزا کا ماموں ہوتا تھا مرخص ہوا کہ محمد حکیم میرزا کے پاس جاکر اسکا مددگار و معاون ہو لیکن قبل فریدون کے پہونچنے سے سلیمان میرزا کابل مین آنکر قلعہ کو محاصرہ کرچکا تھا اور محمد حکیم میرزا جو تاب مقاومت نرکھتا تھا بھاگ کر نیلاب مین آیا فریدون خان نے آب نیلاب کے ساحل پر محمد حکیم میرزا سے ملاقات کی اور اسکے بعد اظہار کیا کہ بادشاہ علی قلیخان المخاطب بخان زمان اوزبکون کے مرخشہ مین گرفتار ہی اور فرصت لاہور مین آنیکی نہین رکھتا مناسب یہ ہی کہ لاہور مین جاکر متصرف ہون اور امراے پنجاب کو اپنا شریک کرکے خوب ترجہ سے سلیمان میرزا کی مضرت دفع کرون اور محمد حکیم میرزا فریب کھاکر لاہور کیطرف روانہ ہوا اور قطب الدین محمد خان اتکہ اور میر محمد خان اور بھی دیگر امراے لاہور مین متحصن ہوکر بر سر مدافعہ ہوے اور محمد حکیم میرزا مہدی قاسم خان کے باغ مین مقیم ہوا ہر چند سعی کی کہ امراے پنجاب شریک ہون یہ صورت آئینہ وقوع مین جلوہ گر نہوئی بادشاہ علی قلیخان خان زمان کی مہم کو تعویق مین ڈالکر آگرہ منعم خان خانخانان کے سپرد کیا اور ماہ جمادی الاول کی چودھوین تاریخ ۹۷۴ نوسو چوہتر ہجری مین بسرعت تمام لاہور کی سمت متوجہ ہوے اور ابھی سرہند سے آگے نہ بڑھے تھے کہ خبر لاہور مین پہونچی ایکبارگی شادیانہ کے نقارے بجانے لگے میرزا کہ خواب استراحت مین تھا بیدار ہوا اور سبب شادیانہ بجانے کا استفسار کیا انھون نے جوابدیا کہ جو بادشاہ بسبیل استعجال قریب آیا ہی اسلیے شادیانہ بجاتے ہین میرزا نے تصور کیا شاید بادشاہ لاہور کے نزدیک پہونچا ہووے توقف سوار ہوکر ایسا گرم عنان ہوا کہ کابل تک پیچھے پھر کر نہ دیکھا اور جب موسم سرما پہونچا سلیمان میرزا کابل سے بدخشان گیا اور وہان کی حکومت غنیمت جانکر قناعت کی اور بادشاہ لاہور مین تشریف لائے اور اُس حدود مین بشکار قمرغہ مشغول ہوے وزیر خان شکارگاہ مین شرف ملازمت سے مشرف ہوا اور آصف خان کے عفو جرائم کی درخواست کی عرش آشیانی نے اسکے فرد جرائم پر قلم عفو کھینچا اور اسکی تقصیرات سے درگذر کرکے وزیر خان کو پنجہزاری کیا اور حکم فرمایا کہ آصف خان ہروی باتفاق مجنون خان قاقشال کڑہ مانک پور مین استقامت کرکے اُس حدود کے محافظت مین سرگرم رہے اور جسوقت رایات عالیات عازم پنجاب ہوے محمد سلطان میرزا کی اولاد و احفاد نے مصدر اعمال ناشائستہ اور مرتکب افعال ناشائستہ ہوکر اسقسم کے فساد برپا کیے اور نسبت محمد سلطان میرزا کی باپ کیطرف سے ساتھ امیر تیمور گورگان کے واقعات بابر ظہیر الدین محمد شاہ مین تحریر ہوئی اور ماں اسکی سلطان حسین میرزا کی دختر ہی اور نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کے عہد مین حرام خواریان کرکے معفو ہوئی اور الغ میرزا بڑا بیٹا اسکا کابل مین جنگ ہزارہ مین مقتول ہوا اور شاہ میرزا اسکا چھوٹا بیٹا قضاے الٰہی اور اجل طبیعی سے فوت ہوا لیکن الغ میرزا سے دو فرزند رہے تھے ایک سکندر سلطان اور دوسرا محمود سلطان اور نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ نے سکندر سلطان کا الغ میرزا اور محمود سلطان کا شاہ میرزا نام رکھا اور تربیت مین انکے مساعی جمیلہ فرمائی اور محمد سلطان میرزا مع تمام احفاد اکبر شاہ کے عہد جلوس مین کچھ ہند مین آیا اور پرگنہ اعظم پور سرکار سنبھل سے مدد معاش کی وجہ مین پایا اور حق تعالے

نے عالم پیری مین اُس سے چار بیٹے اُس پرگنہ مین عطا فرمائے محمد حسین میرزا و ابراہیم میرزا و مسعود حسین میرزا و عاقل میرزا اور یہ چارون ابھی خرد سال تھے کہ بادشاہ نے تربیت کرکے سرجملۂ امرا سے کیا اور بعد یورش جونپور رخصت لیکر سنبھل مین اپنی جاگیرون پر گئے اور اُس عرصہ مین کہ بادشاہ محمد حکیم میرزا کے دفع فساد کے لیے پنجاب کیطرف روانہ ہوے تھے اپنے چچیرے بھائیون سکندر سلطان اور محمود سلطان سے سمیان بالغ میرزا و شاہ میرزا متفق ہوکر آخر کو عصیان پر کمر باندھی اور ایک جماعت اراذل اور اوباش کو جمع کرکے دست اندازی کرنے لگے اُس نواح کے جاگیردارون نے اُنھین مغلوب کرکے ایسا پسپا کیا کہ مالوہ مین جاکر پناہ لی اور وہ علاقہ جو سرداری صاحب وجود سے خالی تھا اُنکے تصرف مین آیا اور منعم خان المخاطب خانخانان نے محمد سلطان میرزا کو سرکار سنبھل سے مقید کرکے قلعہ بیانہ مین محبوس کیا اور اُسنے محبس مین قضا کی اور اسیطرح سے علی قلیخان سیستانی المخاطب بخان زمان اور سکندر خان اوزبک اور دوسرے امرا نے محمد حکیم میرزا کے آنے سے لاہور مین آگاہ ہوکر نقض عہد کیا اور اپنے کام کے خیال مین مصروف ہوے اور قنوج اور اودھ اور دوسری ولایتون اور پرگنون پر قابض ہوکر جمعیت عظیم بہم پہونچائی عرش آشیانی لاہور سے اُنکی دفع کے واسطے بسرعت تمام آگرہ مین آئے اور احضار لشکر کا حکم دیکر دو ہزار فیل اور لشکر بیشمار ہمراہ رکاب لیکر جونپور کیطرف متوجہ ہوے اور خان زمان نے کہ سید یوسف مشہدی کو قلعہ سیر گڑھ مین محاصرہ کیا تھا یہ خبر سنکر اس جلدی مین جو گمان بادشاہ کے مراجعت کا نہ رکھتا تھا یہ بیت پڑھی **بیت** سمند تند و زرین نعل و خورشید را ماند + کہ از مشرق بمغرب رفت و یک شب درمیان ماند + اور پاے قلعہ سے اُٹھکر بہادر خان سیستانی کے پاس کہ قلعہ کڑہ مانکپور مین مجنون خان قاقشال کو محاصرہ مین رکھتا تھا گیا عرش آشیانی اُسکا تعاقب کرکے اُسطرف متوجہ ہوے اور جب راے بریلی کے پرگنہ مین پہونچے سنا کہ علی قلیخان سیستانی المخاطب بخان زمان آب گنگ سے عبور کرکے ارادہ مالوہ کا رکھتا ہے تاکہ محمد سلطان میرزا کی اولاد سے ملت پیدا کرکے اُس حدود پر متصرف ہووے اور اگر شاید کچھ زور اُسے پہونچے تو شاہان دکن کے پاس پناہ گزین ہووے عرش آشیانی رات کے وقت کڑہ مانکپور کے گھاٹ پر تشریف لاے جو کشتی حاضر تھی فیل بیربال سندر نام پر سوار ہوے ہرچند امرا مانع آے قبول نکیا اور متوکل علی اللہ آپ تمام گنگ مین در آئے اتفاقاً تائید سماوی اور اقبال عدو مال کی قوت سے دریا پایاب ہوا ہاتھی کو احتیاج تیرنے کی نہوئی بادشاہ نے مع چند فیل دیگر اور سو سوار سے عبور کیا اور علی الصباح بے توقف علی قلیخان سیستانی المخاطب بخان زمان کے اطراف اُردو مین پہونچے اور اُسوقت آصف خان ہروی اور مجنون خان مع جمعیت خوب بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوے علی قلیخان اور بہادر خان بادشاہ کے عبور کا گمان مردمان قلیل سے اُس شب کو نرکھتے تھے تمام رات می نوشی اور ناچ دیکھنے مین مشغول رہے یہانتک کہ ایک شخص مردم بادشاہی سے اُنکے اُردو مین جاکر آواز بلند پکارا کہ اے غافلو بادشاہ تمھارے قصد مین آب سے عبور کرکے اجل ناگہان کیطرح تمھارے سر پر پہونچا ہے اُنھون نے یہ خبر آصف خان ہروی اور مجنون خان کے مکر و حیلہ سے جانکر پروانہ کی ناگاہ صدا کوس و نقارہ بادشاہی کی آن اجل رسیدگان کے گوش زد ہوئی سراسیمہ اور بدحواس مجلس سے اُٹھکر صف آرائی مین مصروف ہوے اور پہر دن چڑھے روز دوشنبہ غرہ ذی الحجہ سنہ ۹۷۴ نوسوچوہتر ہجری مین آتش جنگ مشتعل ہوئی اور بابا خان قاقشال کہ ہراول بادشاہ کا تھا ایک جماعت کو کہ مخالفون کیطرف سے اُسکے مقابلہ کو آئی تھی حملہ اول مین پسپا کرکے علی قلیخان کی فوج مین پہونچایا اور بہادر خان سیستانی نے اُسوقت بابا خان قاقشال پر حملہ کرکے صف مجنون خان مین داخل کیا اور بہادر خان باوجود اسکے کہ اس نبرد مین فوج اُسکی بے ترتیب تھی ہمراہ آصف مجنون خان پر حملہ آور ہوا اور در آن واحد مین

اُس صف کو درہم برہم کرکے چاہتا تھا کہ فوج خاصہ بادشاہی پر بھی تاخت کرے اس درمیان میں ایک جماعت مردم معتبر نے کہ فوج شاہی سے آگے تھے مدافعہ کیواسطے قیام کیا اور بادشاہ خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کو ردیف اپنا کرکے ہاتھی پر سوار تھے جھپا لگا فیل سے اُتر کر گھوڑے پر سوار ہوئے لیکن کفران نعمت کی شامت نے اپنا کام کیا بہادر خان کا گھوڑا زخم تیر سے پاؤن سے گرا اور بہادر خان پیادہ ہوا اور ابھی یہ خبر بادشاہ کو نہ پہونچی تھی کہ وہ حضرت بنفس نفیس خود جنگ پر آمادہ ہوئے فیلبانون کو بہیئت مجموعی علی قلیخان سیستانی کی افواج پر دوڑایا پہلے ایک فیل فیلان بادشاہی سے کہ جسکا ہیرانند نام تھا علی قلیخان کے لشکر کی طرف دوڑا اور فیل رودیانہ نام کو کہ مخالف کیطرف سے اُسکے مقابل آیا تھا ایسی ٹکر ماری کہ فوراً زمین پر گرا اُسوقت طرفین سے جوانون نے ہتھیار سنبھالے اور کارزار میں مشغول ہوئے اور علی قلیخان کا آفتاب سعادت وکامرانی زوال کو پہونچا قضارا اُس حرب وضرب میں ایک تیر علی قلیخان کے جسم میں لگا وہ اُسکے نکالنے میں مصروف تھا کہ دوسرا تیر اُسکے گھوڑے کے لگا وہ اُسکے زخم سے ایسا بھڑکا کہ علی قلیخان خانۂ زین سے جدا ہو کر زمین پر آیا ایک اُسکے متعلقین سے دوسرا گھوڑا حاضر کیا وہ سوار ہوا چاہتا تھا ناگاہ نرسنگھ نام فیل اجل کیطرح اُسکے سر پر پہونچا اور آن واحد میں اُسے چیونٹی کی طرح پامال کیا سپاہ کو جب اُسکا مرنا متحقق ہوا پاؤن قرار کا جگہ سے ہلگیا اور طریقہ فرار کا نباہا اُسی حال میں نظر بہادر نام ایک شخص بہادر خان کو زندہ گرفتار کرکے بادشاہ کے روبرو لایا بادشاہ نے اُس سے فرمایا کونسی برائی تمھیں پہونچی تھی کہ جسکے عوض تمنے تلوار ہم پر کھینچی بہادر خان نے خجالت اور ندامت سے جواب نہ دیا اتنا بولا کہ الحمد للہ آخر عمر میں حضرت کا دیدار کہ گناہونکا محو کرنیوالا ہے میسر ہوا بادشاہ نے نہایت مروت سے حکم اُسکی حراست اور محافظت کا صادر فرمایا لیکن چونکہ ابتک علی قلیخان کو خان زمان کا فوت ہونا ثابت نہوا تھا دولتخواہون نے اُسکا زندہ رہنا مناسب نجانکر حضرت کی بے اجازت تہ تیغ کیا سچ ہے **نظم** بکفران نعمت دلیرے مکن + کہ آسیب مار وتش سکندر نخورد + بہادر کہ بد رستم روزگار + زکفران نعمت چنین گشت خوار + اور بعض ان دو بیتونسے کہ قاسم ارسلان کی طبع زاد ہیں مستفاد ہوتا ہے کہ خان زمان بندوق کی ضرب سے ہلاک ہوا **ابیات** چو شد خان زمان باغی و یاغی + ز شاہ اکبر کہ شکلش نیست دیگر + تفنگ خوردہ ز عالم رفت دیگر دیدہ + بہادر گشتہ از گفت برادر + برائے فتح شد تاریخ جستم + خرد گفتا مبارک فتح اکبر + عرش آشیانی نے علی قلیخان خان زمان اور بہادر خان کا سر پنجاب اور کابل میں بھیجا اور جان علی اوزبک اور یار علی بیگ اور میرزا بیگ اور خوشحال بیگ اور میرزا شاہ بدخشی اور سید علی شاہ بدخشی وغیرہم کو کہ خان زمان کے توابع تھے گرفتار کرکے جونپور کیطرف سوار ہوئے اور وہانکے لوگونکو عبرت کیواسطے اُنھیں فیل سے پامال کروایا اور منعم خان المخاطب بخانخانان کو اُس شہر کی حکومت عنایت فرمائی اور جو سکندر خان اوزبک کہ قلعہ اودھ میں قلعہ بند ہوا تھا کشتی میں سوار ہو کر گورکھپور کیطرف بھاگا اور ماہ محرم ۹۷۵ھ نوسو پچھتر ہجری میں مظفر و منصور ہو کر آگرہ میں تشریف لائے اور چونکہ اُسوقت تک رانا اودے سنگھ حضرت کے جادۂ اطاعت میں نہ آیا تھا باوجود سفر متواترہ بسبیل استعجال اُسطرف روانہ ہوئے جب قلعہ شیوپور میں پہونچے حاکم وہانکا قلعہ خالی کرکے اپنے صاحب سورجن راجہ رنتھنبور کے پاس گیا بادشاہ نے اُس حصار کو ملازمان درگاہ کے سپرد کرکے قلعہ کاگرون کیطرف جو مالوہ کی سرحد میں ہے توجہ فرمائی والدہ سلطان محمد میرزا کہ قلعہ مندو پر متصرف تھی یہ خبر سنکر مضطرب ہوئی اور چونکہ ان دنون الغ میرزا فوت ہوا تھا باقی دیگر میرزایان بعجلت تمام گجرات کی سمت بھاگے عرش آشیانی مالوہ شہاب الدین احمد خان نیشاپوری کے سپرد کرکے قلعہ کاگرون سے رانا کے دفع کیواسطے عازم ہوئے اور رانا آٹھ ہزار راجپوت کار آزمودہ اور ذخیرہ بہت قلعہ چیتوڑ میں چھوڑ کر ایک پہاڑ پر

واقع ہوا ہی چھوڑ کر خود مع اہل و عیال جاہاے قلب اور دشوار گذار مین گیا بادشاہ نے عازم تسخیر قلعہ چیتور ہوکر محاصرہ کیا اور پانچہزار نجار اور سنگتراش اور لوہار اور نقاب یعنے سرنگ کھودنے والے اور مزدور اور بیلدار ساباط کے بنانے کیواسطے کہ مخصوص قاعدہ ہند ہی تعین فرمائے اور وہ ساباط اور نقب کی تیاری مین مشغول ہوے اور ساباط عبارت ہی دو دیوار سے کہ بفاصلہ ایک تفنگ انداز کے بنیاد کرتے ہین اور تختون اور ٹوکرون کی پناہ مین کہ چرم گاو منڈھکر اُن دیوارون کو قلعہ کے قریب پہونچاتے ہین اور آتشباز اور نقاب اُن دیوارونکے کوچہ وسیع سے بفراغ خاطر قلعہ کے نیچے آکر نقب کھودنے مین مشغول ہوتے ہین اور بارود نقب مین بھر کر اُڑاتے ہین اور رخنہ قلعہ کی دیوار مین ڈالکر اُسی راستہ ساباط سے لشکر وہان پہونچکر قلعہ مین درآتے ہین القصہ جب ساباط تیار ہوئی اور دو نقب برجونکے نیچے پہونچین دونون کو بارود سے پُر کرکے ایکبارگی آگ دی حسب اتفاق ایک نقب نے جلد تر آگ پکڑی وہ برج اُڑگیا اور رخنہ عظیم ظاہر ہوا دو ہزار مرد اہل نبرد مسلح ہوکر جو کمین مین تھے بخیال اسکے کہ دونون نقب اُڑنے سے رخنے قلعہ مین پڑے ہونگے یکبارگی ساباطون سے قلعہ کیطرف دوڑے اور ایک ہزار آدمی اُس رخنہ پر پہونچکر راجپوتون سے ہم مصاف ہوے اور ایک ہزار مرد نے جب دوسرے طرف رخنہ نہ دیکھا اُسی سے قدرے سپاہ ہر دکھا کیو باہر آئے اور مردمان حصاری اُنکے مدافعہ کیواسطے قیام کرکے عین جنگ مین تھے کہ ناگاہ اُس برج کی نقب نے بھی آگ پکڑی اور برج اُڑا اور اعضاء دوست و دشمن کے جدا جدا ہوکر ہر طرف گرے چنانچہ بیس امراے بادشاہی مثل سید جمال الدین بارہہ اور مردان قلی شاہ وغیرہ مع پانسو لشکر اسلامی ضائع ہوے اور اہالی قلعہ سے بھی ایک جماعت کثیر ہلاک ہوئی اور جب معاملہ ایسا ہوا سپاہیون نے اُس رخنہ سے مجال قلعہ مین درآنے کی نپائی اُس روز قلعہ فتح نہوا اور بعد اس واقعہ کے ایک ساباط اور تیار ہوئی ایک دن بادشاہ اُس مقام مین کہ جہان ساباط تیار کی تھی لڑائی کی سیر کرتے تھے اور جیمل راجپوت کہ سردار اہالی قلعہ تھا اور رانا سے قرابت رکھتا تھا تمام دن قلعہ کے گرد اہتمام کیواسطے پھرا اور عشا کی نماز کیوقت خاص مورچہ بادشاہی پر آیا اور روشنی مشعل سے محسوس ہوا بادشاہ نے بندوق خاص کہ دست حق پرست مین تھی روشنی کی برابر رکھکر آگ دی اتفاقات حسنہ سے بندوق کی گولی جیمل کی پیشانی پر لگی کہ مرغ روح اسکا ڈیکر دارالبوار مین پہونچا اور جب اہل قلعہ نے اپنے سردار کو مقتول دیکھا جنگ سے دستکش ہوے اور پہلے اسکی لاش جلائی اور اپنے منازل مین جاکر جوہر کیا یعنے تمام مال و اسباب اور عیال اطفال کو جلاکر خاکستر کیا اور جب آگ کی روشنی سے معلوم ہوا کہ انھون نے جوہر کیا ہی سپاہ اسلام اُسی رات کو قلعہ کیطرف متوجہ ہوئی اور جب کسی نے مزاحمت نکی قلعہ مین درآئے اور بادشاہ بھی صبح کیوقت ہاتھی پر سوار ہوکر مع جمیع امرا اور امیرزادون کے کہ پیادے تھے قلعہ مین داخل ہوے اور ایک جماعت کفار مقہور کہ منازل اور بتخانہاے محکم مین درآئی تھی اسقدر لڑی کہ دوپہرتک ہزار مرد بسبب تسمم کے مارے گئے اور لشکر نصرت اثر سے سواے نصرت علی توپچی کے کسی شخص نے شہادت نپائی اور تین دنکے بعد اُس مقام کی حکومت آصف خان ہروی کے متعلق ہوئی اور خاقان اکبر نے منصور و مظفر ہوکر مراجعت فرمائی اور اثناے راہ مین ایک شیر سہمناک درختونکے نیچے برآمد ہوا بادشاہ کے حکم سے کوئی اسکا مزاحم نہوا آنحضرت نے ایک تیر چلہ کمان مین جوڑکر اُسکے مارا شیر زخمی ہوکر نشیب کے نیچے گیا اور ایستادہ ہوا بادشاہ نے دوبارہ بندوق کا دوگاڑہ مارا زخم کاری نہ لگا شیر جھپٹکر آنحضرت کیطرف متوجہ ہوا اس حال مین ایک مرد شیر دل عادل نام خدائی کے مانند آپ کو شیر تک پہونچاکر وار شمشیر کرنے لگا اتنے مین اور بھی جان نثارون نے آکر شیر کو ہلاک کیا اور بادشاہ کی سلامتی پر لوازم شکر بجالائے اور بادشاہ نے جب آگرہ مین قیام کیا چند روز کے بعد یہ خبر سمع مبارک مین پہونچی کہ ابراہیم حسین میرزا اور محمد حسین میرزا چنگیز خان گجراتی سے روگردان ہوکر مالوہ مین آگئے ہین

اور اوجین کو محاصرہ کیا ہی بادشاہ نے قلیج خان اندجانی اور خواجہ غیاث الدین بخشی قزوینی کو اُنکے دفع کیواسطے مقرر کیا میرزایان منڈو اور آب نربدہ کیطرف مفرور ہوے اور بدحواس ہوکر آب سے عبور کرکے پھر گجرات کیطرف راہی ہوے اور شہر رجب ۹۷۶ نوسو چھہتر ہجری مین عرش آشیانی نے قلعہ رنتھنبور کے فتح کی عزیمت مین رایات ظفر آیات کو مرکز دائرہ خلافت سے حرکت دی جب شکار کنان نے رنتھنبور مین نزول فرمایا راجہ سورجن نے اُس قلعہ کو کہ حجاز خان غلام سلیم شاہ سے خریدا تھا قلعہ بند ہوکر مدافع مین قیام کیا اور افواج شاہی نے اُس قلعہ کو چارون طرف سے محاصرہ کرکے راہ آمد و شد بند کی اور بادشاہ کے حکم سے کوہ مدن نام کہ قلعہ کے قریب ہی سرکوب کرکے چند توپ اور ضرب زن کہ ارتفاع کوہ کی کثرت سے کوئی بادشاہ بلندی پر نہ لیگیا تھا اُسپر لیگئے اور جب توپ سر ہوتی تھی کتنے مکان خراب اور مسمار ہوتے تھے راجہ سورجن عاجز ہوکر امان کا طلبگار ہوا اور مع اہل و عیال اپنے قلعہ سے نکلگیا حصار مع ذخایر اور خزائن بادشاہ کے تصرف مین آیا اُسکے بعد آنحضرت اجمیر کیطرف سوار ہوے اور خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کی زیارت سے مستفید ہوے اور بعدہ آگرہ مین تشریف لائے اور حضرت شیخ سلیم چشتی قدس سرہ کی زیارت کو قصبہ سیکری مین گئے چونکہ عرش آشیانی کے چند فرزند متولد ہوکر پیوند زمین ہوے تھے اور کوئی لڑکا باقی نہ تھا شیخ نے مژدہ فرزندان طویل العمر کی ولادت کا دیکر خوشحال کیا قضارا اُسی عرصہ مین آثار حمل ظاہر ہوا اور روز چہارشنبہ کی صبح کو شہر ربیع الاول کی سترہوین تاریخ ۹۷۷ سنہ ہجری مین کوکب ولادت شاہزادہ سلیم نے بطالع جو بیسین درجہ میزان مین بمقام سیکری شیخ سلیم چشتی قدس سرہ کے مکان مین افق جاہ و جلال سے طلوع کیا اور خاقان اکبر نے اس موہبت عظمیٰ کے شکرانہ مین تمام قیدیون کو رہا کیا اور خواجہ حسین ثنائی نے ایک قصیدہ اس صنعت سے کہا کہ مصرع اول تاریخ جلوس جلال الدین محمد اکبر بادشاہ اور مصرع ثانی مین تاریخ ولادت شاہزادہ جہانگیر کی ہے اور یہ مطلع اُسکا ہی **مطلع** الحمد از پی جاہ و جلال شہریار + گوہری بحر از محیط عدل آمد در کنار + عرش آشیانی نے ایفاے نذر کیواسطے کہ فرزند کے بارہ مین کی تھی پیادہ پا اجمیر کیطرف روانہ ہوے اور خواجہ معین الدین چشتی کی زیارت بجا لاکر دست زرفشان انعام و احسان مین کھولا اور دہلی کے راستہ سے شکار کنان معاودت کی اور اس عرصہ مین راجہ رام چند والی قلعہ کالنجر کہ شیر شاہ اُسکی آتش محبت مین جلا تھا اور سلیم شاہ کے بعد پھر کفار کے تصرف مین آیا تھا قضیہ چیتور سے ہراسان ہوکر وہ قلعہ بے جنگ بادشاہ کی نذر کیا اور محرم کی تیسری تاریخ ۹۷۸ سنہ نوسو اٹھتر ہجری مین پھر شیخ سلیم کے فرزند تولد ہوا اور موسوم بمحمد مراد اور ملقب بہ پہاڑی ہوا اور اسی سال بادشاہ دوبارہ اجمیر کی زیارت کیواسطے تشریف لیگئے اور شہر کے گرد ایک حصار گچ اور سنگ سے بناکر ناگور کیطرف گرم عنان ہوے اور چندرسین ولد مالدیو اور راے کلیان مل راجہ بیکانیر ملازمت کیواسطے آئے اور پیشکش وافر پیش کیے بادشاہ راجہ کلیان مل سے بیٹی لیکر وہانسے شکار کنان قصبہ اجودھن مین گئے اور شیخ فرید شکر گنج قدس سرہ کی زیارت سے مشرف ہوکر دیپالپور آئے اور میرزا عزیز کوکہ وہان کے جاگیردار نے طوی دیکر پیشکش لائق گذرانی اور جب لاہور مین ورود فرما ہوے حسین قلیخان ترکمان حاکم اُس بلدہ کا بھی بدستور میرزا عزیز کوکہ کے پیشکش لائق نظر اقدس مین لایا اور بادشاہ غرہ صفر ۹۸۹ سنہ نوسو نواسی ہجری مین حصار فیروزہ کی سیر کیواسطے تشریف لیگئے پھر اجمیر مین آئے اور بشرائط زیارت پیرزگوار پیش ہوسنچا کر آگرہ کیطرف متوجہ ہوے اور اسوقت مین سکندر خان اوزبک کہ بنگالہ کے جنگلون مین سرگردان پھرتا تھا منعم خان المخاطب بخانخانان اُسکو بادشاہ کی پابوسی کو لایا اور اُسکے گناہون کا شفیع ہوا اُسی سال جو مقام سیکری آنحضرت پر مبارک ہوا تھا اُس جگہ ایک شہر وسیع بنا فرمایا اور اُس عرصہ مین جو گجرات فتح ہوا اُس کا نام فتح پور رکھا

کسواسطے کہ شہر صفر سنہ ۹۸۰ نوسو اسی ہجری مین جب ملک گجرات مین خلل اور فساد نہایت بہم پہونچا بادشاہ اسکی تسخیر کا عازم ہوا اور جب اجمیر مین گذر ہوا زیارت کرکے روح پر فتوح خواجہ سید حسن خنگ سوار سے کہ امام ہمام حضرت زین العابدین علیہ وعلی آبائہ الکرام و اولادہ العظام آلاف التحیۃ والسلام کی اولاد سے استمداد کرکے خان کلان کو بہت اعزاز سے برسم ہراول اسطرف روانہ کیا اور راے سنگھ کو جودھپور کی حکومت پر کہ وطن مالدیو کا تھا مقرر کرکے خود بھی گجرات کیطرف سوار ہوے اور ناگور کی دو منزل پر خبر پہونچی کہ چہارشنبہ کی شب کو ماہ جمادی الاول سنہ مذکور مین شیخ دانیال قدس سرہ کے مکان مین شاہزادہ نیک خصلت دانیال پیدا ہوا آنحضرت نے لوازم خوشحالی بتیس پہونچا کر اس مولود مسعود کا نام دانیال رکھا اور جب پٹن گجرات بادشاہ کا محل نزول ہوا شیرخان فولادی جو گجرات کے امراے کبار سے تھا قضاے الٰہی سے مرگیا ایک ہفتہ کے بعد سید احمد خان بارہہ پٹن کی حکومت پر مقرر ہوا رایات عالیات احمد آباد کیطرف متوجہ ہوے اور ابھی دو منزل طی نہ فرمایا تھا کہ سلطان مظفر گجراتی نے باتفاق میرزا ابوتراب جو شیرازی الاصل تھا اور اسکے باپ دادے نے گجرات مین اعتبار تمام پیدا کیا تھا ملازمت کیواسطے پہونچکر شرف بساط بوسی حاصل کی اور دوسرے دن اعتماد خان اور سید حامد خان بخاری اور اختیار الملک اور ملک اشرف اور وجیہ الملک اور الف خان حبشی اور جہجار خان حبشی اور بھی دیگر سرداران با تجمل و سامان تمام آستانبوسی سے سرفراز ہوے اور رقم نفاق جو حبشیون کے چہرۂ حال سے محسوس ہوتا تھا سب محسوس ہوے اور شہر احمد آباد کہ آیۂ کریمہ الذی لم یخلق مثلہا فی البلاد اسکی شان مین ہے بے جنگ فتح ہوا جیسا کہ شاہان گجرات کے وقائع مین مرقوم ہوا ہے اور جو ابراہیم حسین میرزا بھروچ کی نواحی مین اور محمد حسین میرزا احوال سورت مین تھے عرش آشیانی انکی دفع کیواسطے عازم ہوے اسوقت اختیار الملک کہ عمدۂ امراے گجرات سے تھا جب جون کیطرف بھاگا تمام امراے گجراتی بطریق حبشیان قید ہوے اور اسکی بعد جب بندر چند ملک سا بندر کھمبایت پر مرزا خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کو احمد آباد گجرات کی حکومت عنایت فرمائی اور ابراہیم حسین میرزا نے بادشاہ کے قریب پہونچنے سے خبر پائی رستم خان رومی کو اس خوف سے کہ مبادا بادشاہ کی ملازمت کیواسطے جاوے قتل کیا اور چاہا کہ اردوے ظفر قرین کے چالیس کوس کے فاصلہ سے گذر کر پنجاب کیطرف جاوے اور فساد برپا ہووے پہر رات گئے یہ خبر عرش آشیانی کے سمع مبارک مین پہونچی خواجہ جہان اور قلیج خان کو شاہزادہ سلیم کی خدمت مین اردو کے انتظام کیواسطے چھوڑا اور جمعیت قلیل سے ابراہیم حسین میرزا کی تنبیہ اور تادیب کو بطور تاخت روانہ ہوے اور دوسرے دن چالیس سوار ہمراہ رکاب لیکر آب مہندری سے کہ قصبۂ سترنال کے قریب واقع ہے پہونچے اور ابراہیم حسین میرزا جو ہزار سوار اپنے ہمراہ رکھتا تھا نہ بھاگا اسی مقام مین مقیم رہا اور بادشاہ نے ایک ساعت توقف کیا اس درمیان مین سید محمود خان بارہہ اور راجہ بھگوانداس اور مان سنگھ اور شاہ قلیخان محرم اور سورجن رنتھنبور کا راجا اور بھی دیگر امرا کہ سورت کیطرف تعین ہوے تھے حسب الحکم اثناے راہ سے پلٹ کر مع ستر ہزار سوار ملازمت مین حاضر ہوے اور باوجود اسکے کہ اگر بادشاہ ایک لحظہ صبر کرتا فوج فوج اور جابجا جہان لشکر فراہم ہوتا عرش آشیانی تعجیل کرکے ایک جماعت کو کہ ڈیڑھ سو سے زیادہ نہ تھی ہمراہ رکاب لیکر ابراہیم حسین میرزا کی جنگ کیواسطے متوجہ ہوے اور مان سنگھ کو ہراول کیا اور آب سے عبور کرکے اس قصبہ کے ظاہر مین غنیم سے کہ ہزار سوار ہمراہ رکھتا تھا مقابل ہوکر جنگ مین مشغول ہوے جب ابراہیم حسین میرزا حملہ آور ہوا تیراندازون نے انھنے بسپا کیا اور جو بادشاہ راجپوتون کے ہمراہ قلت فوج کے سبب ایسے مقام مین کہ دو طرف اسکی دیوار زقوم یعنے تھوہڑ کی تھی ایستادہ تھے تین سوار سے زیادہ اس مقام مین پہلو بہ پہلو ایک دوسرے کے قیام نکر سکتے تھے اسوقت تین سوار لشکر مخالف سے

تشویش کرکے جس مقام مین کہ بادشاہ ایستادہ تھا اِدہر آئے اور راجہ بھگوانداس کہ آنحضرت کے قریب تھا شمشیر لیکر اُنمین سے ایک کے مقابل ہوکر اُسے منہزم کیا پھر دوسرے کیطرف متوجہ ہوا اور بادشاہ نے کہ زقوم کے پیچھے ایستادہ تھے تیراندازی کرتے تھے راجہ بھگوانداس کی مدد کیواسطے گھوڑے کو جولان کیا دشمن آنحضرت کے صدمہ کی تاب نہ لاکر مع تیسرے رفیق کے مفرور ہوے اور راجہ بھگوانداس کے بھائی نے اعدا پر تاخت کرکے داستان رستم اور اسفندیار کو طاق نسیان پر چھوڑا اور تنہا چند آدمیون کو خاک ذلت پر ڈالا مِن بعد داد جوانمردی اور مردانگی دیکر خود بھی مقتول ہوا اُسوقت بادشاہ مع تیراندازون اور راجپوتون کے زقوم کے درمیان سے برآمد ہوے اور ابراہیم حسین میرزا پر شیر ژیان کیطرح حملہ آور ہوے اور اقبال شاہی نے مدد کرکے ابراہیم حسین میرزا کو بے اسکے کہ کام اُسپر تنگ ہووے دشت ادبار کیطرف آوارہ کیا اور ابتداے پیدائش سے اس زمانہ تک معلوم نہین کہ کسی بادشاہ نے ایسا کار نمایان کیا ہو کہ عالم عالم لشکر اور خیل خیل سپاہ کو چھوڑکر خود ساتھ ایک جماعت قلیل کے ایسے دشمن قوی کے مقابلہ کو آوے اور آپکو مخاطرہ عظیم مین ڈالے اور بعد اس واقعہ کے اردوے بزرگ مین پیوستہ ہوکر قلعۂ سورت کی تسخیر مین متوجہ ہوے اور گلرخ بیگم دختر کامران میرزا کی جو زوجہ ابراہیم حسین میرزا تھی قلعہ کو مردم جنگی کے سپرد کرکے اپنے فرزند مظفر میرزا کے ہمراہ دکن کیطرف راہی ہوئی اور رایات عالیات قلعہ مین پہونچے اور مورچے تقسیم ہوے اور جب میرزاون نے پٹن کی نواح مین یکجا ہوکر آپسمین طرح مشورت کا ڈالا اُسوقت سب کی راے نے اس امر پر قرار پکڑا کہ ابراہیم حسین میرزا اپنے چھوٹے بھائی مسعود حسین میرزا کو ہمراہ لیکر پنجاب مین جاکر فساد برپا کرے اور محمد حسین میرزا اور شاہ میرزا شیر خان فولادی سے ملحق ہوکر پٹن جاوین شاید کہ قلعۂ سورت ان خللون کے سبب محاصرہ سے خلاص ہووے اسکے بعد جب ابراہیم حسین میرزا ناگور پہونچا راے سنگھ حاکم جودھپور نے اُسکا تعاقب کیا اور شام کیوقت اُسکے قریب جا پہونچا اور جو آب یعنے ایک دریا اُس حدود مین تھا ابراہیم حسین میرزا اُسپر متصرف ہوا تھا راے سنگھ مضطرب ہوکر تمام شب جنگ مین مشغول ہوا اور خلق کثیر طرفین سے مقتول ہوئی اور جب گھوڑا ابراہیم حسین میرزا کا زخم تیر سے سقط ہوا شکست اُسکے ہمراہیون پر پڑی اور سب نے راہ فرار پائی اور ابراہیم حسین میرزا نے پیادہ پا قدرے راہ طے کی تھی جب اُسکا ایک نوکر آیا گھوڑے پر سوار ہوکر نکل گیا اور جب دہلی مین پہونچا چند روز قیام کرکے خیل وحشم فراہم کرکے سنبھل مین آیا اور محمد حسین میرزا اور شاہ میرزا اور شیر خان فولادی آٹھ ہزار سوار لیکر پہونچے احمد خان بارہہ کو قلعہ پٹن مین محاصرہ کیا خان اعظم میرزا عزیز کوکہ اُنکی دفع کیواسطے احمد آباد سے پٹن کیطرف متوجہ ہوا تھا جب پٹن کے پانچ کوس پر پہونچا مخالفین پیشقدمی کرکے جنگ مین مصروف ہوے اور حرب نہایت سخت واقع ہوئی جرانغار اور برانغار خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کی متفرق ہوئی لیکن خان اعظم نے قدم ثبات ہاتھ سے نہ دیا اس درمیان مین رستم خان اور مطلب خان آپ کو مطمئن کرکے دوبارہ حملہ آور ہوے اور سلک جمعیت محمد حسین میرزا اور تمام مخالفون کی شکستہ کرکے دکن کی طرف مفرور کیا اور جب سرکوب یعنے دمدمہ قلعہ سورت کے گرد تیار ہوا اہالی حصار نے امان چاہی اور قلعہ ملازمان درگاہ کے سپرد کیا اور بادشاہ کامیاب ہوکر احمد آباد گجرات کیطرف ہوا ہوے انہی دنون مین راجہ بہارجیو راجہ بگلانہ کہ سرحد دکن کے [illegible] راجہاے نامی سے تھا شرف الدین حسین میرزا کو کہ قبل اس سے دس برس ناگور سے بھاگ کر دکن مین گیا تھا بے اعتدالی کے سبب وہان بھی مجال توقف نپائی اور کوہستان بہارجیو سے چاہتا تھا کہ آپ کو محمد حسین میرزا کے پاس پہونچا دے گرفتار کرکے بادشاہ کے روبرو لایا اور وہ بعد زد و کوب و ذلت و خواری بسیار گوالیار کے قلعہ مین محبوس ہوا مر گیا اور شیر خان کی

والدہ خاقان اکبر سے اثنائے مسافت مین سر راہ آنکر حجاز خان حبشی کی جو اُسکے فرزند کا قاتل تھا شکایت کرکے خون کے دعویدار ہوئی بادشاہ کہ بہانہ طلب تھا حجاز خان حبشی کو ہاتھی کے پاؤن کے نیچے ڈالکر قصاص مین پہونچایا اور ولایت گجرات یکقلم میرزا عزیز کوکہ کے جیل اور قرابتیون کو تقسیم کرکے اجمیر کے راستہ سے ماہ صفر کی دوسری تاریخ ۹۸۱ھ نوسو اکاسی ہجری مین مرکز دولت مین داخل ہوکر استقرار پایا اور ابراہیم حسین میرزا جب سنبھل مین پہونچا یہ خبر سُنی کہ امراے پنجاب حسین قلیخان کے ہمراہ کوہستان پنجاب مین جاکر قلعہ نگرکوٹ کو محاصرے مین رکھتے ہین اس سبب سے پنجاب کی طرف متوجہ ہوا کہ جو وہ ولایت خالی ہی دست انداز ہوکر سندھ کے راستہ سے پھر آپ کو بھائیون کے پاس پہونچادے اور حسین قلیخان نے قلعہ نگرکوٹ کا محاصرہ ترک کرکے باتفاق سید یوسف خان اور محب علیخان وغیرہ اُسکے تعاقب مین روانہ ہوا اور تلنبہ کے اطراف مین اُسکے اردو کے قریب جاکر جب خبر پائی کہ میرزا شکار کیواسطے گیا ہی اُسکے اردو پر تاخت لایا اور مسعود حسین میرزا اُنکے دفع کیواسطے سوار ہوا اور یہ خبر بھائی کو پہونچائی لیکن بھائی کے پہونچنے سے پیشتر جنگ کرکے دستگیر ہوا اور اُسکے ہمراہی بہت قتل ہوے اور ابراہیم حسین میرزا جب شکار سے پلٹا اور اپنے بھائی کو شہباز اجل کے پنجہ مین گرفتار پایا دل ہلاکت پر رکھکر جنگ کیواسطے ایستادہ ہوا اور جنگ شدید کے بعد منہزم ہوکر ملتان کی سمت روانہ ہوا اور بلوچون نے سد راہ ہوکر اُسے زخمی کیا میرزا عاجز ہوکر ایک بلوچ کے پاس پناہ لیگیا اور مخصوص خان حاکم ملتان نے اُسکو اس بلوچ سے دستیاب کیا اور تیغ سیاست سے قتل کرکے سر اُسکا تن سے جدا کیا اور باتفاق حسین قلیخان آگرہ مین آیا اور دونون سرام جو کچھ رکھتے تھے بادشاہ کے ملاحظہ مین لائے اور بادشاہ کے ارشاد کے موافق میرزا کا سر قلعہ آگرہ کے دروازہ پر آویزان ہوا اور مسعود حسین میرزا کو قلعہ گوالیار مین محبوس کیا چنانچہ وہ بھی قید خانہ مین جان بر نہوا مرغ روح اُسکا زندان قالب سے پرواز کرگیا اور ماہ ربیع الاول سنہ مذکور مین عرضداشت خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کی اس عبارت سے پہونچی کہ اختیار الملک گجراتی اور محمد حسین میرزا آپسمین متفق ہوکر اکثر ممالک گجرات پر متصرف ہوے ہین اور جمعیت کثیر اور جم غفیر سے آنکر بلدہ احمدآباد کو محاصرہ رکھتے ہین بیت سر فتنہ ز ہمدگر روزگار ÷ ہمین ست اور شب و روزگار ÷ اگر بادشاہ خود بنفس نفیس توجہ فرماوے مقرون صواب ہوگا بیت بجز صرصر بادپایان شاہ ÷ کس این گرد را برندارد ز راہ ÷ اور چونکہ موسم برسات تھا اور لشکر بسرعت تمام نجا سکتا تھا عرش آشیانی نے دو ہزار سوار انتخاب کرکے جریدہ اور سبکبار برسم منقلائی پیشتر روانہ کیے اور خود تین سو مرد کہ اُنمین اکثر امرا اور منصبدار نامی تھے اشتران تیز رفتار اور سریع السیر پر سوار ہوے اور اسپان بادپا کو کوتل کرکے راہی ہوے اور چار منزل کو ایک منزل کرکے پٹن گجرات اور لشکر منقلائی مین جا پہونچے اور اُسکے بعد تین ہزار سوار ظل رایت فتح آیت مین مجتمع ہوے بادشاہ نے ترتیب افواج کرکے غول یعنے فوج میرزا عبدالرحیم ولد بیرم خان ترکمان المخاطب بخانخانان کے سپرد کی اور جرانغار اور برانغار فوج جانب دست چپ بادشاہ اور فوج جانب دست راست بادشاہ سے عبارت ہی کہ روز جنگ محافظت کیواسطے رہتی ہی اور ہراول یعنے وہ فوج کہ سب سے آگے رہتی ہی مقرر کی اور یہ تینون لغت لغات ترکی سے ہین اور خود بدولت و اقبال تخمیناً سو سوار لیکر احمدآباد کی طرف روانہ ہوے اور ایک قراول یعنے گول چلی کہ جو کہ بندوق سے شکار ڈالتا ہی مژدہ قرب وصول سلطانی پہونچانے اور طلب لشکر کیواسطے گجرات بھیجا جب احمدآباد کے دو کوس ادھر پہونچے نقارچیون نے نقارے اور ڈھول بجانا شروع کیے محمد حسین میرزا اور اختیار الملک ایلغار سے خبر نرکھتے تھے صداے نقارہ ہاے بادشاہی سے سراسیمہ اور پریشان ہوکر اسباب جنگ کی

ترتیب مین مشغول ہوے پھر محمد حسین میرزا دو تین ہزار سوار سے معاملہ کی تحقیق کیواسطے دریاے احمد آباد کے ساحل پر آیا اور سبحان خان نام سے کہ بادشاہ کیطرف سے وہ بھی دریا کے کنارے پہونچا تھا پوچھا کہ یہ کون لشکر ہے اور اس جماعت کا کون سردار ہے سبحان خان نے جواب دیا کہ افواج بادشاہی اور کوکبۂ شاہنشاہی ہے محمد حسین میرزا نے کہا کہ آج دن چودھوان ہے مخبر میرے اُن حضرت کو آگرہ مین دیکھ آئے ہین اگر احیاناً افواج خاصہ بادشاہی ہے تو جو فیل کہ رکاب سے کبھی جدا نہین ہوتے تھے وہ فیل کیا ہوے سبحان خان نے کہا کہ آج نوان دن ہے بادشاہ نے پانون رکاب مین رکھا اس صورت مین یقین ہے کہ اس سرعت کے ساتھ فیل ہمراہی نہین کر سکتے محمد حسین میرزا خوف ہوکر صفوف حرب کی آراستگی مین مشغول ہوا اور اختیار الملک کو پانچ ہزار سوار سے دروازہ ہاے احمد آباد کی محافظت کیواسطے مقرر کیا اور خود باتفاق شیر خان فولادی مع سات ہزار سوار مغل اور راجپوت اور گجراتی اور حبشی بادشاہ کے مقابل آیا اور بادشاہ دریا کے کنارہ ایستادہ ہوکر دیر تک وصول لشکر گجرات کے انتظار مین رہے چونکہ دروازے دشمنونکے اختیار مین تھے انھین باہر نکلنے کی فرصت نہ ملی بادشاہ دریا سے عبور کرکے میدان مین رونق افزا ہوے اور محمد حسین میرزا ڈیڑھ ہزار مغل فدائی لیکر کہ اکثر معرکون مین انسے لازمۂ شجاعت اور دلاوری کے ظہور مین آئے تھے فوج ہراول بادشاہی پر حملہ آور ہوا اور شاہ میرزا جرانغار پر اور حبشیون اور گجراتیون نے برانغار پر تاخت لاکر بازار جنگ کو گرم کیا **بیت** دو لشکر بیکبار برخاستند ✤ برابر صف کین بیاراستند ✤ اس درمیان مین کہ فریقین ایک دوسرے سے اُلجھکر گیرودار مین مشغول تھے بادشاہ شیر خشمناک کے مانند سو سوار جرار لیکر ایکطرف سے نمودار ہوے اور محمد حسین میرزا پر حملہ کیا اور محمد حسین میرزا نام بادشاہ کا سنتے ہی بدحواس ہوکر بھاگا اور امراے جرانغار اور برانغار نے محمد حسین میرزا کو منہزم دیکھکر انھون نے بھی سلامتی فرار مین دیکھی اور محمد حسین میرزا کہ زخم رخسارہ پر رکھتا تھا اور اُسکا گھوڑا بھی زخمی تھا بھاگتے وقت تھوہڑ کے زقوم پر پہونچکر چاہا کہ اُس پر کودا وے گھوڑے کی بیطاقتی اور اضطرار نے اپنا کام کیا یعنے محمد حسین میرزا خانہ زین سے جدا ہوا اور مردمان شاہی نے پہونچکر اُسے گرفتار کیا اور بادشاہ کے روبرو لائے اور ہر شخص دعوی اُسکی گرفتاری کا کرنے لگا بادشاہ نے محمد حسین میرزا سے پوچھا کہ کسنے تجھے گرفتار کیا جواب دیا کہ بادشاہ کے نمک کے سوا کسی نے مجھے گرفتار نہین کیا اور الحق اُسنے سچ کہا اُسوقت بادشاہ ایک جمعیت قلیل سے کہ عدد انکے دو سو سے بھی کم تھے ایک پشتہ کے نیچے کہ جنگ گاہ کی حوالی مین تھا ٹھہکر انتظار خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کا کرتے تھے کہ فوج بزرگ نمودار ہوئی اور چونکہ افواج ظفر امواج سے بہت دور تھے ایک اضطراب بادشاہی آدمیونکے درمیان مین ظاہر آیا ایک شخص اُسکی تحقیق کیواسطے گیا اور خبر لایا کہ اختیار الملک گجراتی ہے کہ خبر شکست سُنکر جنگ کے ارادہ پر آتا ہے بادشاہ نے اُن دو سو آدمیون کو حکم دیا کہ تیر باران کرکے انھین پسپا کرو اور بسبب دہشت نقارچیون کے دست و پا بھول گئے تھے بنفس نفیس باواز بلند انھین فرمایا کہ وہ نقارہ بجانے مین مصروف ہوے اور اختیار الملک نے بھی جسدم یہ سُنا کہ بادشاہ بھی ان لوگون کے درمیان مین ہے ہراسان ہوکر راہ فرار پائی اور قضیۂ محمد حسین میرزا اور ابراہیم حسین میرزا علی قلیخان سیستانی المخاطب بخانزمان اور بہادر خان سیستانی سے شہرت عظیم پائی کہ بادشاہ نے مثل آفتاب کے تسخیر کی ہے دشمن اُسکا نام سُنکر فوراً فرار کو قرار پر اختیار کرتے تھے اس سبب سے کوئی حضرت کے مقابل نہ آیا اور جسوقت بادشاہ اختیار الملک کے دفع مین متوجہ تھے راے سنگھ نے محمد حسین میرزا کو بادشاہ کے بحکم قتل کیا اور اختیار الملک بھی بھاگتے وقت زقوم زار مین پہونچا اور گھوڑا کودا تے کیوقت زمین پر گرا اور ایک دم بادشاہی کے ہاتھ سے مقتول ہوا